ما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم

الحمد لله المنان کہ درین زمان [illegible] اوقات و اسعد ساعات
کتاب مستطاب [illegible] تصنیف [illegible] فاضل [illegible] ذکی الذہن [illegible] الطبع
جناب مولوی السید محمد علی حسن صاحب وکیل عدالت دام اقبالہ

القول المانوس
فی
ابطال تناسخ النفوس

نور الصباح
فی
ابطال تناسخ الارواح

بسعی اہتمام و تصحیح تام حقیر سراپا تقصیر السید عابد علی بمقام لکھنؤ
بمحلہ فراشخانہ وزیر گنج بتاریخ بست و ششم ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۰۴ھ
مطابق تاریخ ۱۹ ماہ جولائی سنہ ۱۸۸۷ عیسوی

در مطبع فیض منبع اثنا عشری حلیۂ طبع پوشید

بعون صناع بکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

بعد الحمد درین آوان خیر و برکت اقتران کہ این رسالہ بدایۃ مقالہ رفیعہ و علالہ منیعہ موافق مذہب شیعہ اثنا عشریہ و دفع شبہات شیعہ مسمے بہ

القول المانوس فی ابطال تناسخ النفوس

نور الصباح فی ابطال تناسخ الارواح

یکے از تصنیفات عالیجناب تقدس مآب عالم باعمل فاضل بے بدل صاحب ذہن نقاد و طبع وقاد ذی النظر الدقیق و الفکر العمیق مولانا مولوی سید علی حسن صاحب دامت برکاتہ بمقام لکھنؤ بتاریخ ماہ شوال سنہ ۱۳۰۲ھ

در مطبع اثنا عشری باہتمام خیر خواہ مومنین سید عابد علی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لا الہ الا ہو الذی قد تفرد بالعزۃ والکبریاء وقد توحد بالدوام والبقاء کان ولم یکن معہ شئی من الاشیاء فانشاء الارض والسماء وجعل الظلمات والانوار والاضواء وابدع الارواح للبقاء ورکبہا فی الابدان التی انشأت للزوال والفناء فسبحانہ وتعالی شانہ یدبر الامر کیف یشاء ویخلق مایشاء کیف یشاء ویصور فی الارحام مایشاء کیف یشاء والصلوٰۃ والسلام علی خیر الاصفیاء وسید الانبیاء محمد المبعوث بالملۃ البیضاء والشریعۃ الغراء وعترتہ البررۃ الاذکیاء الاتقیاء واصحابہ الاخیار الصلحاء

اما بعد چونکہ بروقت تحریر رسالہ منہج الاصول مسئلہ ابطال تناسخ کیطرف توجہ نہیں ہوئی تھی اور مسئلہ مذکورہ درحقیقت لائق توجہ مسئلہ ہی لہذا یہ رسالہ مختصرہ جو موسوم **بالقول المانوس فی ابطال تناسخ النفوس** اور ملقب بنور المصباح فی ابطال تناسخ الارواح ہی خاص بغرض تحقیق مسئلہ مذکورہ ضبط تحریر مین آیا ہی اور وہ ایک مقدمہ اور چار مسالک اور ایک خاتمہ پر متضمن ہی **مقدمہ** بیان حقیقت تناسخ اور تفصیل مذاہب متعلقہ تناسخ میں ہیں واضح ہو کہ تناسخ اسکا نام ہی کہ منتقل ہو ایک نفس انسانی دنیا

مقدمہ بیان حقیقت تناسخ اور تفصیل مذاہب متعلقہ تناسخ

مین ایک بدن سے طرف دوسرے بدن کے اور اسکی صحت و بطلان کے باب مین
مختلف مذاہب ہین اور اہل اسلام کے عمدہ مذاہب مین اصل مسئلہ اتفاق ہی کہ تناسخ
مذکورہ باطل مذکور ہی اور حسب تصریحات آیات و احادیث کے بعد مدت کے کبھی کو
روح انسانی کسی دوسری بدن سے متعلق نہین ہوتی ہی اور آخر کو قیامت مین اوسی
جسم سابق کے ساتھ یا ایک اور جسم مماثل کے ساتھ محشور ہوگی اور گو امامت عقیدہ شیعہ
اثنا عشریہ مین قبل قیامت صرف بعض نفوس کا اپنے ابدان سابقہ کے ساتھ بطور
رجعت پھر دنیا مین آنیکا اعتقاد بمسئلہ النبوت ہی مگر ظاہر ہے کہ یہ صورت تناسخ
مذکورہ کی حقیقت مین شامل نہین ہی اور اسیطرح اکثر حکما بھی بطلان تناسخ کے قائل
ہین مگر بعض حکما جو قدم نفوس کے قائل ہین انکا قول یہ ہی کہ تعطل نفس کا اور عدم
تعلق اسکا بدن سے محالات سے ہیں وہ ایک بدن سے دوسری بدن مین منتقل ہوتی ہی
ہی اور ان قائلین تناسخ مین سے بعض اسکے قائل ہوئے ہین کہ نفس ہمیشہ ایک
بدن سے دوسری بدن مین منتقل ہوتے رہتے ہین اور کبھی خلاص ہوکر عالم مجردات
کیطرف رجوع نہین کرتے ہین اور بعض اسکے قائل ہین کہ نفوس انسانیہ اگر اسطرح کامل
ہوجاتے ہین کہ انکے کل کمالات ممکنہ قوت سے فعل کیطرف خارج ہوتے ہین تو بعد
مفارقت بدن کے وہ مجرد رہتے ہین اور پھر کسی بدن سے متعلق نہین ہوتی ہین اور
عالم مجردات کیطرف رجوع کرجاتے ہین اور اگر وہی نفوس ناقص ہوتے ہین تو وہ منتقل
ہوتے رہتے ہین اجسام افراد نوع انسانیہ مین اور منتقل ہوتے ہین ایک بدن انسانی
کی تدبیر سے طرف تدبیر اسی بدن انسان دیگر کے کہ جسمین اور بدن سابق مین مناسبت
اخلاق اور ملکات مین ہو یہانتک کہ اپنی غایت اور انتہائی درجہ اخلاق و ملکات
تک پہونچین اور اس انتقال کا نام وہ نسخ رکھتے ہین اور بعض انمین سے اسکے قائل
ہوئے ہین کہ اگر وہ نفس ناقص ہوتی ہے اور اوسکو ملکات ردیہ حاصل

ہوتے ہیں تو اکثر وہ تنزل کرتی ہے اور متعلق ہوتی ہے ساتھ کسی ایسے بدن حیوانی
کے جو زیادہ مناسب اور لائق ہو اُسکے لیے مثل بدن شیر کے واسطے شجاع
اور بدن ارنب کے واسطے جبان کے اور اس انتقال کا نام وہ مسخ رکھتے ہیں اور
کبھی تنزل ہوتی ہے وہ نفس تا قعر طرف اجسام نباتیہ کے اور اسکا نام اُنکے نزدیک
فسخ ہے اور کبھی نازل ہوتی ہے وہ نفس تا قعر طرف اجسام جمادیہ کے اور اسکا نام اُنکے
نزدیک رسخ ہے اور کبھی انتقال طرف نبات کے باسم فسخ اور انتقال طرف جماد کے
ساتھ رسخ کے موسوم کیا جاتا ہے اور بعض اہل تناسخ کا یہ گمان ہے کہ اولی قبول فیض کیلیے
ہیولی نبات ہے کوئی سوا اسکے پس ہر نفس نہیں فائض ہوتے مگر اوپر نبات کے
پس منتقل ہوتی ہے اُسکے ادنی مراتب سے طرف اُس مرتبہ کے جو افضل اُس سے
اور اکمل اوس سے ہو یہانتک کہ پہنچتی ہے طرف ایسے مرتبہ کے جو مرتبہ ادنی حیوانات کے
قریب ہے اور بعد ازان اوس مرتبہ ادنی حیوانات کیطرف منتقل ہوتی ہے اور اسی طرح
مراتب حیوانیہ میں منتقل ہوتی رہتی ہے اور ترقی کرتی رہتی ہے بتدریج ادنی سے طرف
اعلی کے پھر طرف اُس کے جو اس سے اعلی ہو یہانتک کہ پہونچی آخر مراتب حیوانات تک
پس ترقی کرتی ہے طرف مرتبہ انسانی کے اور بعد ازان وہ منتقل ہوتی رہتی ہے مراتب
انسانیہ میں اور بتدریج ترقی کرتی رہتی ہے طرف درجہ اعلی کے پھر طرف اُسکے جو اُس سے
اعلی ہو اور علی ہذا القیاس یہانتک کہ آخر مراتب انسانیہ تک پہونچی اور کبھی خلاص
ہو جاتی ہے ابدان سے بوجہ اُسکے کامل ہوجانے کے انسانیت میں اور کبھی متعلق ہوتی
ہے بعض اجرام سماویہ سے اور تعلق اوسکا جرم سماوی سے نہیں ہوتا بطور تصرف اور تدبیر
کے پس فائز ہوتی ہے ساتھ سعادت ابدیہ کے اور اہل مذاہب میں سے ہنود و شمنیہ
نہایت رسوخ کے ساتھ تناسخ کے معتقد ہوئے ہیں بلکہ بعض انمین سے گمان کرتے ہیں
کہ یہہ امر بھی ممکن ہے کہ آدمی بریاضت یہ قدرت حاصل کرے کہ اپنے نفس کو اپنے بدن سے

نکالکر کسی جسم مردہ مین داخل کرسکے اور خود مرجاوے اور جسم اپنے بدن مین کسی دوسری
ربنی روح کو داخل کرکے جسم زندہ ہوجائے اور دیگر مذاہب مین صرف ایک
گروہ قلیل بطور شاذ ونادر کے قائل تناسخ کے ہوئے ہین اور اکثر اقوال اہل تناسخ
کے خیالات اور انکے قصص مرویہ بیہودہ ہین اور بظاہر اثبات انکا مشکل ہے اور جو
امر حق ہو وہی وہ ہے جسپر تمام اہل اسلام نے اتفاق کیا ہے کہ قول تناسخ درحقیقت باطل
ہی اور تحقیق اس کی آئندہ بخوبی مذکور ہی **مسلک اول** بیان مین اون دلائل کے
کہ جو کتب علمای سابقین مین درباب ابطال قول تناسخ مذکور ہین اور وہ تین ہین **اول**
دلیل یہ ہے کہ ہر بدن جسوقت معتدل ہوتا ہے اور اسکا مزاج اور مستعد ہوتا ہے واسطے
قبول نفس کے تو اسپر ایک نفس کا فیضان ہونا مبدا فیاض سے ضروری ہے پس
اگر متعلق ہو اس سے ایک اور نفس سابق تو لازم آویگا اجتماع دو نفسون کا ایک
بدن واحد مین اور یہ محال ہے اور اعتراض کیا گیا ہے اس دلیل کی نسبت اسطرح کہ جب
ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالی جو صانع عالم ہے فاعل مختار ہے تو ممکن ہے کہ نہ فیضان کرے وہ
اپنی اختیار سے بنظر مصالح حکمت کے بدن پر کوئی اور نفس سوای نفس سابق کے پس
اجتماع دو نفسون کا بدن واحد مین نہ لازم آویگا اور **بعض معاصرین** نے اس
دلیل کی نسبت یہ اعتراض نقل کیا ہے کہ جائز ہے نفس تناسخیہ مانع حدوث نفس دیگر
کے ہو اور اسکا یہ جواب بھی دیا ہے کہ یہ اعتراض کچھ نہین ہے اسواسطے کہ ایک آئین
سے اولی نہین منع کے لیے دوسرے سے مگر یہ ظاہر ہے کہ موجود اولی ہے معدوم کے
درباب منع حدوث اس معدوم کے اور حاصل اعتراض کا درحقیقت یہ ہے کہ ضرورت
فیضان ایک نفس تناسخیہ موجودہ کے ممکن ہے کہ مبدا فیاض کو مانع ہو احداث نفس
آئندہ کے **دوسرا** اعتراض نسبت دلیل مذکور کے انہون نے یہ ذکر کیا ہے کہ کیون
تجویز نہ کیا جاوے کہ نفس مفارق بسبب اس کمال کے جو اس کے لیے حاصل ہے اولی ہو

اوسکا جواب اوّل یہ ہی کہ یہہ امر ضروری ہی کہ تذکر نفس کا محتاج آلہ کا نہین ہے
لیکن یہہ [illegible] ذات نفس سے ہی تو تذکر کا اپنے حال پر باقی رہنا ضروری
نہیں کیونکہ ممکن ہی کہ ان امور کے تذکر مین جو خاص قائم بنفس ہوتے ہین نہ اون علوم
کے تذکر مین جو بذریعہ خیال وغیرہ قوی بدنی ہوتے ہین دوسرے یہ کہ کلام ہمارا
بمقابلہ اہل تناسخ کے ہی کہ جو اس کے قائل ہین کہ نفس انسانی کو جو کمالات حاصل ہوے
ہین ایک بدن مین وہ باقی رہتی ہین بوقت تعلق بدن آخر کے پس تذکر کا باقی رہنا
بھی اون کے اصول پر ضرور ہی اور علاوہ ازین وہ قائل بھی بقاء تذکر کے ہین اور
اسوجہ سے وہ قصص بھی نقل کرتے ہین پس انکے مقابلہ مین دلیل ضرور تمام ہی اور
احتمالات مجوزہ کے اخراج سے جبکہ بنا دلیل مذکورہ کے اصول مسلمہ فریقین پر ہی تو
کوئی نقصان دلیل مین لازم نہین آتا ہی **تیسری دلیل** یہ ہی کہ اگر تناسخ حق ہوتا
تو ممکن نہ تھا کہ کبھی تعداد ابدان ہالکہ کے ابدان حادثہ سے زیادہ ہوتی مگر یہ ظاہر ہی
کہ اکثر وبای عام یا طوفان عام یا قتال کثیر مین بہت سی ابدان ہلاک ہو جاتے ہین کہ
اسیقدر ابدان مدت کثیر تک حادث نہین ہوتے ہین اور اعتراض کیا گیا ہی اس
دلیل کی نسبت اسطرح کہ یہ ضرور نہین ہی کہ جو نفوس جدا ہوے ہین ابدان سے
وہ فوراً ابدان سے متعلق ہوں پس اگر تعداد ابدان حادثہ کی ابدان ہالکہ سے کم ہو
تو اسمین کوئی مضائقہ نہین ہی مگر جواب اسکا یہ ہی کہ یہ دلیل بمقابلہ ان اہل تناسخ کی
اصول مسلمہ کے قائم کیگئی ہی جو تعطل نفس کو ایک لمحہ بھی جائز نہین سمجھتے اور انکی
قول کے بموجب فوراً متعلق ہونا اون نفوس کا ابدان سے ضرور ہی پس انکے مقابلہ مین
دلیل ضرور تمام ہی اور بعض معاصرین نے اس دلیل کی نسبت یہہ اعتراض بھی نقل
کیا ہی کہ ہم نہین تسلیم کرتے ہین کہ نہین تعطل طبیعت مین مگر اسکا بھی جواب یہی ہی کہ یہہ
اصول مسلمہ اہل تناسخ مین سے ہی پس انکے مقابلہ مین دلیل ضرور تمام ہی اور یہہ

یہی اعتراض نقل کیا ہی کہ اگر مقدمہ مذکورہ کو تسلیم بھی کرین تو ہم کہینگے کہ تعطل
لازم نہین آتا ہی کیونکہ ابتہاج ساتھ کمال کے یا دائم ساتھ جہل کے بھی ایک شغل ہے
مگر اسکا جواب یہی ہی کہ اہل تناسخ اس شغل کو نفس کے رفع تعطل کے لیے کافی
نہین سمجھتے ہین اور اسوجہ سے ہر نفس کے فوراً بدن آخر سے متعلق ہونے کو واجب
سمجھتے ہین پس انکے مقابلہ مین دلیل ضرور تمام ہی اور یہ بھی اعتراض نقل کیا ہی کہ ہم
نہین تسلیم کرتے ہین کہ فاسدات کبھی حادثات سے زائد ہوتے ہین اور حصول ایسے
وبای عام یا طوفان کلی کا کہ جسمین ہلاک ہو جاوی ہر نفس یہانتک کہ لازم آئے
زیادت فاسدات کی کائنات پر غیر معلوم الوقوع ہی اسواسطے کہ وبای عام جمیع اصناف
حیوانات کے لیے اور جو شامل ہو تمام نواحی کو اسطرح کہ نہ باقی رہی کوئی حیوان اصلا
غیر متیقن ہے بلکہ متیقن نہین ہی مگر وجود وبا کا بیچ بعض نواحی کے اور اسیطرح کلام ہی
درباب طوفان کے اسواسطے کہ نہین لازم آتا ہی اُس سے یہی کہ ہون فاسد انسان سے
اکثر حیوان سے واسطے ضروری ہونے اس امر کے کہ عدد حیوانات متولدہ کی قعور
بحور مین اور شقوق جحور مین اور اعداد پشہ کے جو حادث ہوتے ہین طوفان کلی مین
انکا احاطہ شی غیر ممکن ہی پس ممکن ہی کہ یہ کہا جائی کہ نفوس ہالکین طوفان کلی کے متعلق
ہوتے ہین امثال ان حادثات سے مگر جواب اسکا یہ ممکن ہی کہ یہ دلیل بمقابلہ اون
اہل تناسخ کے قایم کی گئی ہی کہ جو اسکے قائل ہین کہ نفوس انسانی کا تعلق سوای انسان کی
ممکن نہین ہی اور اس صورت مین طوفان نوح علیہ السلام کے بعد مدت تک عدد
حادثات کا کم رہنا فاسدات سے اور اسیطرح اور بہت سی قتالہای عام کی تواریخی حالات
ہین اور نیز جزوی وباؤن کے حالات مین اسوجہ سے تسلیم کرنا زیادت فاسدات کا
حادثات سے ضرور واجب التسلیم ہوگا کہ دنیا کے حالات حدوث حادثات کے
قریب قریب ایک حد تک بموجب شہادت تاریخ و اخبارات دنیا کے دریافت

ہوتے ہین اور عقل ان اتفاقات کثیرۃ الوقوع ات کو کبھی اتفاقی کثرت حادثات
کی طرح یقین نہین آتی ہے فقال لیس هی بلا ثبت سابقین مین درباب ابطال
تناسخ مذکور ہین اور بظاہر دلیل دوم ان دلائل سے عمدہ دلیل ہے مگر جو چیزین
قبل ازین مذکور ہوئی ہین انسے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ دلائل خاص موجب بطول
مسئلہ اہل تناسخ تمام ہوتی ہین اور علاوہ اسکے اگر انمین ضرور محل بحث کا درحقیقت
باقی رہتا ہے تو انکی قوت ضرور اسیقدر ہے کہ مسکت اہل انصاف ہو نہ یہ کہ ہر
شخص کی مسکت نہین ہوسکتی ہین مسئلہ دوم ان دلائل ابطال تناسخ
کے بیان مین جنکو بعض متاخرین متکلمین نے ذکر کیا ہے قبل ذکر دلائل مذکورہ
دو امر ان کو تمہیداً ذکر کرنا اس مقام پر مین مناسب جانتا ہون اول یہ
کہ واضح رہے کہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ نے عقیدہ ابطال تناسخ کو بھی اپنی
کتاب مین بطور عقائد اہلسنت کے ذکر کرکے یہ لکھا ہے کہ بعض فرق شیعہ تناسخ کے
قائل ہین مگر یہ قول انکا اول تو بلا دلیل لائق تسلیم نہین ہے اور علاوہ ازین جب
یہ کتاب انہون نے خاص بمقابلہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے تصنیف کی ہے اور
یہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ سب بالاتفاق ابطال تناسخ کے قائل ہین تو اب اس
عقیدہ کو انکے الزام کے لیے ذکر کرنا صریح نادرست ہے دوسری یہہ کہ صاحب
تحفہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اہل تناسخ اسکے قائل ہین کہ ارواح منتقل
ہوتے ہین ایک بدن سے طرف دوسرے بدن کے اور معاد عبارت اسی انتقال
سے ہے پس ارواح کاملہ بعقائد حقہ وطاعات منتقل ہوتے ہین طرف بدن ایسی شخص کے
کہ صاحب ثروت ونعمت ہے اور صاحب عافیت وصحت مزاج ہے مانند سلطان و
امیر کے اور یہی معنی ہین جنت کے اور ارواح ناقصہ منتقل ہوتے ہین طرف بدن ایسے
شخص کے کہ جو صاحب فقر و مرض اور مبتلای غموم واحزان ہو اور کبھی نازل ہوئے

مسئلہ دوم در بیان دلائل ابطال تناسخ

ہی طرف ابدان ایسی حیوانات کی کہ مناسب اُنکے ہون اوصاف مین مثل چیونٹی
کے واسطے حریص کے اور شیر چیتے کے واسطے شجاع و متکبر کے اور خرگوش اور بانسہ
اُسکے کے واسطے جبان کے اور روباہ کیواسطے مکار و غدار کے اور بندر کیواسطے
مسخرہ کے اور خرس کیواسطے ہجو کے اور طاؤس کے واسطے خود دار او معجب کے
اور اس عقیدہ کے ابطال پر چند دلائل صاحب تحفہ نے ذکر کیے ہین اونمین سی اول

دلیل اول یہ ہی کہ اسطرح تناسخ کا غرض جزای اعمال کے ہونا اسوجہ سی باطل ہی
کہ حالت مین جزا پانی کے تکلیف محال ہی اور بدون تکلیف سابق کے جزا محال ہی
اور یہ دونو محال اس صورت مین لازم آتے ہین بیان ملازمہ کا یہ ہی کہ اگر کسی
شخص نے مثلاً اعمال نیک یا بد کیے تو بعد ازان اگر روح اسکی بعد موت کی دوسرے
انسان کی بدن کیطرف منتقل ہو تو اس صورت مین وہ مکلف بہی ہی اور مجزی بہی
ہے کیونکہ افراد انسانی غیر مکلف اور مہمل رہیں یہ ممکن نہین ہی اور اگر بدن مین کسی
غیر مکلف کے مثل لڑکے یا مجنون یا کسی حیوان کے بدنمین منتقل ہو تو ضرور بعد موت
اس بدن کے منتقل ہوگی طرف بدن کسی دوسرے انسان کے جو مکلف ہو یا غیر مکلف
ہو یا طرف بدن کسی حیوان کے اور اس صورت مین اسکو ضرور تنعم و تالم پیش آئیگا
پس اس حالتمین وہ مجزی ہوگا حالانکہ اسکو پہلی تکلیف نہین ہوئی تھی اور اگر یہہ تنعم
و تالم اتفاقی ہو اور مقابلہ مین اعمال کے نہو تو طریق جزا نرہا کیونکہ جزا واسطی عبرت
اوروں کے ہی اور جبکہ بیگناہون کو وہی امر پیش آیا جو گناہگارون کو پیش آیا تو عبرت
کیونکر حاصل ہوتی ہی اور یہہ حال بہی مثل دار العمل مختلط اور ملتبس ہوگیا اور اسیطرح
جبکہ جو کچھہ مطیع کو حاصل ہوا وہی غیر مطیع کو حاصل ہوا تو تعظیم و اکرام مطیع کے لیے
حاصل نہین ہوے مگر اس دلیل کی نسبت یہ اعتراض ممکن ہی کہ اول تو اہل تناسخ
جو اسکے قائل ہین کہ بدن لاحق مین بدن سابق کی جزا ملتی ہی وہ اسکی ساتھہ

اسکے بھی بظاہر قایل ہین کہ اسکے بدن لاحق مین ضرور تکلیف ہوتی ہے تاکہ بدن
مابعد مین اسکو جزا دیجاے پس بموجب انکے خیال کے ہر بدن روح کے لیے
بہ نسبت بدن سابق کے دار جزا ہے اور بہ نسبت بدن آیندہ کے دار تکلیف ہے
تو وہ ضرور یہہ کہہ سکتے ہین کہ ممکن ہے کہ ایک ہی حالتمین آدمی کو جزا بھی دیجاے
اور اسکو تکلیف بھی ہو اور اسمین کچھ استحالہ نہین ہے مثلا بموجب اصول مذہب
حق کے بعض اعمال ایسے ہین کہ اونکا عوض بھی دنیا مین ملجاتا ہے تو یہہ دنیا اسطرح
دار جزا بھی ہے اور دار تکلیف بھی ہے اور اسمین جیسے بموجب اصول مذہب حق
کوئی استحالہ نہین ہے ایسے بموجب اصول اہل تناسخ کے بھی کوئی استحالہ لائق تسلیم
دوسری یہہ کہ جب یہ تسلیم کیا گیا ہے اس صورت مین جو فرض کی گئی ہے کہ
آدمی نے اعمال حسنہ یا اعمال قبیحہ کیے ہین اور یہ ضرور ہی کہ بدن موافق اعمال کے
ملین تو درصورت اعمال حسنہ اہل تناسخ ضرور یہ کہہ سکتے ہین کہ ممکن نہین ہے کہ روح
طرف بدن کے مکلف یا حیوان کے منتقل ہو کیونکہ ان سب حالات مین بیشعوری
ایک حد تک مانع ہوگی اور اکثر تنعم مین اور وہ حالت ضرور ایک نقصان کی حالت
اور ایک قسم کی ایسی حالت ہے کہ بعوض اعمال حسنہ کے وہ عطا نہین ہو سکتی ہے باقی
درصورت اعمال ناقصہ البتہ بطور عذاب کے یہہ امر ممکن ہے کیونکہ انسان کامل کی روح کا
ایسی ناقص حالتمین ہوجانا ضرور ایک حد تک اسکو عذاب ہے پس اس صورت
مین بعد ازان ضرور وہ بدن انسان مکلف مین منتقل ہوگی اور جزا جو اسکی ہوگی
وہ بعوض اون آلام کے ہوگی جو اس حالت عدم تکلیف مین اسکے پہونچی تھی اور
اسطرح استحالہ اس امر کا لائق تسلیم نہین ہے کہ جزا بلا سبقت تکلیف ہوے کیونکہ جزا
دو طور پر ہوتی ہے ایک بوجہ اعمال کے جنکی تکلیف ہوئی ہو دوسرے بعوض آلام
کے جو حالت تکلیف یا عدم تکلیف مین تاثیرات قدرتی وغیرہ سے آدمی یا حیوان کو

ہونگے اور جبکہ یہ مسلم ہے کل اہل اسلام کا کہ حیوانات غیر مکلف کو بھی عوض آنکے آلام کا
حشر مین ملیگا اور اسی وجہ سے وحوش محشور ہونگے تو بلا تکلیف کے جزا کا ہونا ہر طرح
واجب التسلیم ہے پس اسکا محال ہونا کیونکر تسلیم ہو سکتا ہے علاوہ ازین صبیان و
مجانین وحیوانات کا غیر مکلف ہوتا ہے درحقیقت اس معنی سے ہے کہ اُنکو تکلیف
شرعی مثل اُنکے نہین ہے کہ جو عقول کافیہ یا کاملہ رکھتے ہین ورنہ حالات واقعی اور
بعض احادیث اور آیات کی جانب رجوع کرینگے بعد یہہ ضرور لائق تسلیم ہے کہ ان سبکو
بھی ایک قسم کی تکلیف طبعی یا عقلی ہوتی ہے پس خلو جزا کا تکلیف سے اسوجہ سے بھی لازم
نہ آئیگا اور اگر یہہ تسلیم بھی تو خلو جزا کا درحقیقت تکلیف اصطلاحی سے لازم آئیگا نہ
مطلق تکلیف سے جو در اصل مصحح مطلق جزا ہے تیسرے یہہ کہ جب یہہ ثابت ہوا ہے
کہ جو امور پیش آئے ہین وہ بسبب حالات بدن سابق کے بدن لاحق مین پیش آتے
ہین تو طریقہ جزا ضرور طریق جزا باقی رہا ہے اور اس صورت مین جبکہ ہمیشہ مطیع
اور عاصی مین فرق ضرور ہوتا ہے تو ذریعہ عبرت کا ضرور باقی ہے چوتھی یہہ کہ اصل
مقصود اہل تناسخ کے اصول کے بموجب تکمیل نفس دافع تعطل نفس ہے اور یہہ جزا
جو دیجاتی ہے وہ بھی اُسکے ساتھ ایک حد تک ضمناً مقصود ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ
حالت تکلیف مین بغرض تکمیل جو اصل مقصود ہے ایسی جزا جو درجۂ ثانی مین مقصود
ہے بجائے دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر مومنین صالحین بلکہ انبیا و ائمہ کو
ابدان فاسقین متنعمین مین مثل سلاطین و امرا کے تناسخ ہو تو لازم آئیگا کہ ارواح
اس گروہ کی بعد موت ثانی کے معذب ہون اور سعادت سے شقاوت کی طرف
رجوع کرین اور باوجود استحقاق تعظیم وتکریم کے مستحق اہانت و تذلیل کے ہون
اور اگر ابدان متنعمین صلحا اور انبیا مین اُنکا تناسخ ہو تو لازم آئیگا کہ انبیا اور
صلحا ہر عصر کے کمتر عصر سابق سے نہون بلکہ مساوی یا زائد ہون اور بپا نہم

متنعم اور آسودہ ہوں اور یہ خلاف واقع ہی اور اسکی نسبت اول تو یہ اعتراض
ممکن ہی کہ اہل تناسخ قائل ہین کہ نفوس درجہ کمال کو پہنچتی ہین تو مفارقت
کے بعد وہ مجرد رہتے ہین اور بطریق تناسخ کے وہ کسی بدن سے متعلق نہین
ہوتے ہین پس اب یہہ مقدمہ دلیل مذکورہ کا مسلم نہین ہی کہ تناسخ نفوس سافلین
کاملین اور انبیا اور ائمہ کے لیے ممکن ہی مگر اس اعتراض کا جواب ممکن ہی کہ
یہہ اہل تناسخ قائل ہین کہ جنت اسکا نام ہی کہ متنعم بذریعہ تعلق بدن ہو تو ضرور
ہی کہ تناسخ انبیا اور صلحا اور ائمہ کے لیے قائل ہون ورنہ یہہ لازم آئیگا کہ یہہ حضرات
نعیم جنت سے محروم رہین اور یہہ ظاہر البطلان ہی مگر یہہ بحث اس جواب کی نسبت ممکن
ہی کہ اہل تناسخ یہہ کہین کہ جنات مختلف ہین اور تعلق بدن جنت ادنی ہی اور اعلی
علیین وہی جنت ہی جو بوجہ تجرد و کمال نفس کو حاصل ہوتی ہی دوسرا اعتراض
یہہ ہی کہ اگر تناسخ ایسی نفوس کاملہ کا ممکن ہو تو ضرور ہی کہ مناسب ابدان مین یعنی
ابدان متنعمین صالحین و انبیا و ائمہ مین انکا تناسخ ہو اور چونکہ یہہ مسلم نہین ہی کہ فور اسب
کا تناسخ ہونا ضرور ہی تو ممکن ہی کہ مدت دراز مین یہہ تناسخ واقع ہو پس اب یہہ
لازم آئیگا کہ ہر عصر کے انبیا اور صلحا کو ضرور ہوگا کہ نسبت عصر سابق کے مساوی
یا زائد ہون اور عجب نہین ہی کہ یہہ اہل تناسخ اسکا التزام کرلین کہ بروقت تناسخ کے
صلحا اور انبیا اور ائمہ کو آسودہ ہونا ضرور ہی مگر اس اعتراض کا جواب اسطرح
ممکن ہی کہ جب جنت سے محروم رہنا ایک مدت تک انبیا اور صلحا اور ائمہ کا ممکن
نہین ہی تو انکا فوراً تناسخ ہونا ضرور ہی مگر اس جواب کی نسبت وہ بحث کرسکتی ہین
کہ علاوہ اس جنت تعین بدن کے اور جنت بھی ہی جو جنت تجرد و کمال ہی اور یہہ
بحث بموجب اسی قول اہل تناسخ کے کہ نفوس کاملہ کو تناسخ نہین ہوتا زیادہ قوی ہے
لیکن جب یہہ لوگ جنت کو بموجب نقل صاحب تحفہ کے صرف تعلق بدن مین منحصر

کہتے ہین تو اُنکے قول کے بموجب یہہ بحث ظاہراً نہایت نادرست ہی مگر ممکن ہی کہ وہ
یہ کہین کہ مراد ہماری حصر جنت سے تنعم بدنی فقط یہی ہی کہ جنت ناقصین کے اُس
تعلق بدن تنعم مین منحصر ہی مگر یہہ قول درحقیقت شعور ... قابل غور و فکر ہی دوسرے
طور پر یہہ جواب بھی اعتراض مذکور کا ممکن ہی کہ جنت اعلی مین داخل ہوکے
جنت ناقص مین آنا خلاف شان ان حضرات کے ہی تو ضرور ہی کہ قبل دخول جنت
تجرد کے یہہ تناسخ فوراً واقع ہو مگر اسکی نسبت بھی یہہ بحث ممکن ہی منجانب اہل
تناسخ کے کہ جنت اعلی مین بھی چونکہ مختلف درجات ہین تو ممکن ہی کہ ایک وقت کے
تعلق بدن کی وجہہ سے ایک درجہ جدہ حاصل کرین اور ایک مدت تک اُسمین رہکر
پھر بذریعہ تناسخ اس جنت ادنی مین جو تعلق بدن تنعم ہی اگر بذریعہ اعمال صالحہ مکرر
تکمیل کے ذریعہ سے استحقاق اور درجہ اعلی کا حاصل کرین مگر اس بحث بھی مقالات
اہل تناسخ سے تائید صریح پائے نہین جاتی ہی تو اب یہہ لائق غور ہی کہ یہہ بحث اونکی
طرف سے ممکن ہی یا نہین ہی تیسرا جواب اعتراض مذکور کا یہ ممکن ہی کہ التزام اسکا
ممکن نہین ہی کہ انبیا اور ائمہ کو ہمیشہ تنعم ضروری ہی کیونکہ یہہ صریح خلاف واقع ہی
تو اسوجہ سے تو دلیل ضرور تمام ہوجاتی ہی مگر اسکی نسبت بھی یہ بحث ممکن ہی کہ ممکن
ہی کہ اہل تناسخ یہ کہین کہ درصورت تناسخ تنعم ضرور ہی اور جو تم واقع مین کبھی تنعم
صلحا و ائمہ و انبیا کے لیے مشاہدہ نہین کرتے ہو وہ صورت خلقت ابتدائی کی
ہوتی ہی نہ صورت تناسخ کی تیسرا اعتراض دلیل مذکور کی نسبت یہ بھی ممکن ہی کہ
اگر بالفرض تناسخ ایسی حضرات کا ابدان فاسقین متنعمین مین ممکن ہوتا ہم اول تو اس
وجہ سے کہ ممکن ہی کہ وہ اُن ابدان کی تاثیرات پر اگر تاثیر ابدان بمقابلہ تاثیر نفوس
مسلم بھی ہو غالب آکر اور زیادہ مظہر کمالات ہوکر زیادہ تر مراتب اعلے سعادت
کے حاصل کرین پس رجوع کرنا سعادت سی شقاوت کیطرف نہ لازم آئیگا مگر اس

صورت مین ضرور جای غور و فکر ہی دوسری اسوجہ سی یہ دلیل صحیح نہین ہی کہ بالفرض
اگر اس صورت مین تاثیر بدن خاص یا کوئی تاثیر خارجی اسکا باعث ہو کہ اُس سے اعمال
ناقص صادر ہون تو خود نتیجہ توہین یا شقاوت کا معاذ اللہ عائد ہوگا وہ خود نتیجہ انکی
افعال کا ہوگا اور اہل تناسخ اسکا التزام کر سکتی ہین کہ جو نتیجہ ایسی صورت وضع
مین لازم آیا ہی اُسمین کوئی مضائقہ نہین ہی مگر یہ تقریر اس اعتراض کے بہی لائق
غور ہی تیسری دلیل یہ ہی کہ تعلق روح کا بدن سے ہر چند مقارن آسودگی
و تنعم کے لیے ہوتا ہم بعض آلام سی خالی نہین ہوتا ہی مثل بھوک اور مرض وغیرہ اور استمال
اسکے پس تعذیب مطیعین اور انبیا اور ایمہ کی لازم آئیگی جو ظلم صریح ہی اسلیے تعلق
روحکا بدن سی ہرچند مقارن تالم سی ہو خالی ایک قسم کی راحت سی نہین ہوتا گو بعض اوقات
مین ہو پس صورت تنعم فراعنہ وجبابرہ کے حق مین لازم آئیگی مگر یہہ دلیل درحقیقت صحیح
نہین ہی اول اسواسطی کہ یہ صریح مخالف اصول مسلمہ اکثر منتظمین تناسخ کے ہی اور اگر
یہہ دلیل صحیح ہو تو اُس سی ابطال معاد جسمانی کا بہی ممکن ہوگا حالانکہ معظم اہل مذاہب
مختلفہ معاد جسمانی کے حقیت کا اعتقاد رکہتی ہین اور یہہ عقیدہ عمدہ عقائد صحیحہ سے ہی اسواسطیکہ
معاد جسمانی مین تعلق روحکا بدن سی ہوتا ہی اور انمین بہی ایک قسم کا تنعم یا تالم لازم ہی مگر یہہ
کہا جای کہ بحالت تعلق اخروی تنعیم یا تالم کا ہونا ضرور نہین ہی مگر فرق دونو حالتون مین مرتبہ ذات
اور لوازم ذات مین بلا تسلیم تکلیف تحکم ہی اور یہ ظاہر ہی کہ وجود ہونگے اور خواہشون کا بحالت معاد جسمانی
اسوجہ سی تسلیم کرنا ضرور ہی کہ بدون انکے لذت نعمای درحقیقت حاصل نہین ہو سکتی ہی اور
یہ مثبت تالم جزوی معاد ہی اور جو لذت علوم وادراکات کی اور علی الخصوص لذت حیات
کی ہر وقت بحالت حیات در صورت عذاب ممکن ہی وہ ضرور مثبت تنعم جزوی معاد ہی علاوہ
ازین اگر یہہ دلیل صحیح ہو تو خلقت انبیا و ایمہ مین بحالت حیات دنیاوی جو اسے تالم ہوتا ہی
وہ تعذیب اور خلقت فراعنہ وجبابرہ مین جو انکی لیے تنعم ہوتا ہی وہ انکے حق مین

تو ہم متصور ہو ایسی خلقت سی جائز نہین ہوگی اور کمال تعجب کا مقام ہی کہ اسنے قلیل کو
صاحب تحفہ نے ذکر کیا ہی جو بڑے عالم شیعہ متکلم ہین دوسرے اسوجہ سے کہ بصورت
اول ہین تعذیب مطیعین کی اسوجہ سے لازم نہین آتی ہی کہ بمقابلہ تنعم و لطف حیات کے
وہ آلام درحقیقت لائق التفات نہین ہوسکتی ہین اور نہ وہ حد تعذیب تک پہونچتی
ہین اسیوجہ سی ایسی اشخاص کو باوجود آلام نہ وہ خود نہ دیگر اشخاص کبھی حالت عذاب
مین خیال کرتے ہین تیسرے یہ کہ جب اصل غرض تکمیل نفس ہی تو ایسی مطلب اہم
کے لئے ایسے جزوی آلام و مصائب کا ہونا جو لوازم دار تکلیف سی ہین بہرحال
جائز اور درست ہی چوتھے یہ کہ صورت ثانی مین بھی یہ ظاہر ہی کہ وہ راحت
بمقابلہ تکالیف و مصائب کے درحقیقت لائق التفات نہین ہوتی ہی اور اسیوجہ
سی ہر شخص جو انکو دیکھتا ہی وہ مبتلای بلایا و عذاب و مصائب تسلیم کرتا ہی پس وہ راحت
بالضرورت حد تنعم تک نہین پہونچتی ہی پس صورت تنعم فراعنہ و جبابرہ کی کسیطرح
لازم نہین آئیگی علاوہ ازین جبکہ حالت حیات سابقہ مین اونسی ضرور کسیقدر
امور خیر کا بھی صدور لائق تسلیم ہی اور کچھ تکالیف انکو لائق معاوضہ پہونچنا بھی
ممکن ہی تو حاصل ہونا ایسی راحت کا بعوض اون اعمال خیر کے اور بعوض اون آلام
کے انکے حق مین ضرور بتقاضای کمال عدل متصور ہی اور علاوہ ازین جب اصل مقصد
تکمیل نفس کے لیے توقع کامل دنیا یا اتمام حجت ہی تو اسکی ضمن مین اگر ایسی راحت ضرور یہ جزوی
انکو پہونچائیگی تو یہ امر زیادہ تر موجب اتمام حجت بھی تسلیم ہوسکتا ہی جب یہہ امر
علے العموم آیات و احادیث سی مستنبط ہوتا ہی کہ اسی غرض سے کفار کو مہلت دیجاتی ہی
کہ انکو اکثر نعمای دنیا کا توسع بھی عطا ہوتا ہی چوتھی دلیل یہ ہی کہ اگر ابدان
غیر متناہی ہون تو قدم نوع انسان کا لازم آئیگا بلکہ ہر زمانہ مین کم ہونا ابدان انسانیہ کا
نسبت اوس زمانہ کے جو سابق اوس سے ہوگا محال ہوگا اور اگر ابدان کسی حد تک منتہی

ہیولیٰ توالد آئیگا خلو تکلیف کا مجازات سے درصورت انقطاع لاحق یعنے مابعد کے
اور خلو جزا کا تکلیف سے درصورت انقطاع سابق کے اور یہ دونو امر لازم آئینگے درصورت
دونون انقطاعون سابق ولاحق کے مگر اس دلیل پر اول یہہ اعتراض صحیح وارد
ہوتا ہے کہ اہل تناسخ تو بطلان قدم نوع انسانی کے قائل ہین اور وہ اسکو تسلیم کرلینگے
اور کوئی دلیل قوی اسکے بطلان پر مذکور نہین ہوئی مگر یہہ اعتراض درحقیقت وارد
نہین ہے کیونکہ قدم نوع انسانی کا فی الواقع باطل ہے اور اپنے مقام پر بخوبی ثابت کیا گیا ہے
کہ ہر ممکن حادث ہے پس نوع انسانی بھی ممکن ہے پس وہ حادث ہے اور قدیم نہین ہے پس تناسخ
ابدان انسان کی ضرورۃً واجب التسلیم ہے دوسرا اعتراض اس دلیل کی نسبت یہہ ہے
کہ جب تواتر ضروری ہونا تناسخ کا واجب نہین ہے جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوا تو کم ہونا
ابدان عصر مابعد کا بمقابلہ سابق کے ضرور ممکن ہے تیسرا اعتراض اس دلیل کی نسبت یہہ ہے
کہ انقطاع سابق کی صورت مین وہ یہہ تسلیم کرلینگے کہ اول امر مین جو کچھ ظہور مین آیا وہ خاص
بغرض تکمیل اور بنظر استعدادات خاصہ ابدان یا نفوس کے از راہ فیض ظہور مین آیا اور
کوئی امر درحقیقت بطور جزا کے وقوع مین نہین آیا ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ کوئی اعمال
سابقہ موجود نہ تھی تو جزا کسکی دیجاتی پس خلو جزا کا تکلیف سے جو لازم آیا ہے اسمین کوئی
مضائقہ نہین ہے اور اگر یہہ کہا جائیگا کہ اس صورت مین فرق حالت ابتدائی اور حال
مابعد مین لازم آتا ہے اور ایک صورت مین وہی امور بطور اتفاقی ہوتے ہین تو دوسری
صورت مین وہی امور بطور جزا کیونکر ہوسکتی ہین اسلئے اول تو یہہ جواب اسکا ممکن ہوگا کہ حالات
خلق ابتدائی اور حالات خلق مابعد مین اکثر فرق ہوتا ہے مثلاً اول خلق انسانی عناصر سے
ہوئی تھی اور توالد وتناسل کے ذریعہ سے نہین ہوئی تھی مگر بعد ازان خلقت انسانی کا
سلسلہ توالد وتناسل پر منحصر ہوا اور یہہ بھی اکثر ہوتا ہے کہ کچھ امور ایک وقت مین بطور
جزا ہوتے ہین مگر وہی امور دوسری حالت مین بطور جزا نہین ہوسکتے مثلاً بہت سے

زیادہ تر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض اعمال کی وجہ سے آدمی کو برکات دنیا حاصل
ہوتی ہیں اور بعض اعمال کی وجہ سے مصیبت اور فقر اور بلا میں آدمی مبتلا ہوتا ہے اور
یہ بات بھی واجب التسلیم ہے کہ عموماً برکات دنیا تاثیرات فیوض ایزدی اور اسیطرح
مصائب و بلایا مقتضای تاثیرات حکیمانہ قدرتی ظہور میں آتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ صورت
اول میں جو امور پیش آتے ہیں بطور جزاے اعمال ہیں اور صورت ثانی میں بطور جزای
اعمال ہیں پس یہی فرق کے ہونے میں استبعاد بیجا ہے اور صاحب تحفہ نے خود
جواب اعتراض کو یکایون دیا ہے کہ اگر اہل تناسخ کہینگے کہ ابتدای تنعم و تالم اتفاقی تہا
تو بطریق الزام کہینگے کہ اس صورت میں حق میں طبقات متاخرہ کے ظلم ہوگا کہ
ابتدای تنعم سے محروم رہیں ہیں اور حق میں طبقات اولی کے بھی ظلم ہوگا کہ بلا گناہ
مبتلای آلام ہوی ہیں مگر یہہ جواب محض بلا غور دیا گیا ہے کیونکہ اول تو یہ خیال نہیں
کیا گیا کہ بموجب خیالات اصحاب تناسخ کے طبقات متاخرہ اور طبقات اولی میں
ہستی وہی نفوس ہیں جو وقتاً فوقتاً ابدان میں منتقل ہوتے رہتی ہیں پس وہ تنعم
ابتدای سے ضرور کامیاب ہوے ہیں اور اُس سے محروم نہیں رہتے دوسرے
نفوس جو آلام ابتدای طبقات اولی میں پہونچی گویا بلا صدور گناہ پہونچے تھے مگر انکی
تلافی ظلم لازم نہین آتا جبکہ عوض بطور جزا طبقات مابعد میں دیا جاتا ہے اور مثال
اسکی تو خود اصول اہل اسلام مبطلین تناسخ کے بموجب جو الام کہ مسلمین حالت
طفولیت میں پیش آتے ہیں وہ خاص اسوجہ سے ظلم متصور نہیں ہیں کہ انکی آئندہ جزا
دیجاتی ہے دوسرا اعتراض دلیل نسبت یہ ہے کہ انقطاع لاحق کی صورت میں خلو
تکلیف کا جزای اسوجہ سے لازم نہین آتا ہے کہ اُس صورت میں ممکن ہے کہ جزا معاد
میں دیجاوی اور اس اعتراض کیطرف خود صاحب تحفہ نے بھی توجہ کی ہے مگر
اسکے جواب میں یہہ کہا ہے کہ اس صورت میں ہم کہینگی کہ جزای اعمال سابقہ اعمال

بدن آخر سے منقطع ہو گئی تو جزای اعمال واقعہ بدن آخر کہ کیون ابدی اور دائمی
ہو گی اگر اول مقتضای عدل ہو تو ثانی ظلم ہوگا اور اگر ثانی مقتضای عدل ہو تو
اول جزا سے ناقص اور ناکافی قرار پائیگی مگر اہل تناسخ اسکی نسبت یہ گفتگو کر سکتے ہین
کہ اول بھی نہایت مقتضای عدل ہوگا اور اول ابدان سابقہ کے ابدان لاحقہ مین
صرف جزوی جزا دینا مقصود تھا اور اسیوجہ سے وہ جزا جو بدن آخر کے ساتھ منقطع
ہو گئی ضرور کامل اور کافی جزا تھی اور ثانی بھی کمال مقتضی عدل ہے جبکہ وہ جزای کلی ہے
اور بقایا کی جزای اعمال ابدان سابقہ اور جزاے کلی تمامی اعمال بدن اخیر متضمن ہے
اور جبکہ بعد امتحان کامل اور بعد اتمام کامل حجت کے دائمی اور ابدی بطور جزای الٰہی ہے
قرار پائے تو مقتضای کمال عدل ہے نہین کوئی مقام شبہ کا نہین ہو سکتا ہے یہین تک
وہ دلائل مذکور ہوے ہین جو صاحب تحفہ نے قایم کیے ہین اور اُنکے ساتھ وہ
بحثین بھی جو ہمکو سوجھی ہین مذکور ہوئی ہین جو اُنکے متعلق تہین اور یہ ظاہر ہے کہ ان دلائل
سے ابطال تناسخ ثابت نہین ہے اور علاوہ ازین اب مین اون دلائل کو بیان کرنا ضرور جانتا ہون
جو بعض معاصرین نے ضمیمہ ہدیہ سعدیہ مین بطور دلائل خاصہ ذکر کیے ہین اور انمین سے

اول دلیل

اول دلیل یہ ہے کہ نفس انسانی مجرد ہے مادہ سے اگر یہ بدن سے متعلق ہے تو لا محالہ کسی بدن سے
متعلق ہے پس اگر بعد مفارقت بدن اور قطع تعلق بدن کے نفس حیوانی ہو جای یعنی
کسی حیوان سے متعلق ہو جائے تو لازم آیگا کہ ہو جای وہ مادی غیر مجرد بعد فساد بدن
کے اور ہو جانا جوہر مجرد کا مادی بسبب فساد بدن کے محال ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہہ دلیل
بموجب قول مشہور حکما کی تمام ہے مگر اس کی نسبت اول تو یہ بحث ممکن ہے کہ اول تو نفس
ناطقہ انسانی کا مجرد ہونا لائق تسلیم نہین ہے اور کوئی دلیل قطعی اس باب مین موجود
نہین ہے دوسرے یہ کہ نفس حیوانی کا مادی ہونا بھی واجب التسلیم نہین ہے کیونکہ اسی
بنا پر انہین بعض معاصرین نے ایک قول شیخ الرئیس کا نقل کیا ہے جس سے یہہ

معلوم ہوتا ہی کہ شیخ نے خود دو وجہیں بیان کیا ہی کہ وجود اسکے ہین کہ یہہ تسلیم کیا جاے
کہ نفس حیوانی بہی ایک جوہر غیر مادی ہی اور علاوہ ازین اکثر متاخرین نے
تصریح اسکی کی ہی کہ سواے مجرد کے کوئی ادراک نہین ہو سکتا ہی پس اون
دونون کے قول کے بموجب تو نفس حیوانی کا بہی مجرد ہونا ضرور ہی **دوسری**
دلیل یہہ ہی کہ حیوان صامت کے لیے نفس مجرد نہین ہی بلکہ نفس منطبعہ ہی پس محال ہی کہ
منتقل ہو ایک بدن سی طرف دوسرے بدن کے کیونکہ وہ اشیاء منطبعہ سی
ہین اور جو شی کسی سی منطبع ہوتی ہی وہ منتقل نہین ہوتی ہی اوس سے طرف دوسری
شی کے مگر یہہ دلیل بہی بموجب قول مشہور تمام ہوتی ہی جو درباب مادی اور
منطبع ہونے نفوس حیوانیہ کے ہی مگر بموجب دیگر اقوال مذکورہ بالا اور نیز بموجب
اوس تحقیق کے جو حواشی منہج الاصول مین درج ہی اور جس کے بموجب نفس
حیوانی گو مادی ہی مگر از قسم منطبعات بہی نہین ہی بلکہ ایک قسم کا جسم لطیف ہے
جو ساری ہی تمامی بدن حیوانی مین یہہ دلیل تمام نہین ہوتی ہی کیونکہ یہہ اعتراض
اسکی نسبت ممکن ہی کہ ہم تسلیم نہین کرتے کہ نفوس حیوانی مادی اور نفوس منطبعہ ہین
مسلک سوم بیان مین اون دلائل کے جو راقم رسالہ ہذا کے نتائج افکار قاصرہ
سے ہین اور جنمین ضرور ایک حد تک ناظرو توسیع نظر کی امید ہی گو انکی قوت زیادہ
تر لائق تسلیم بہی نہو اور انمین سے **اول** دلیل یہہ ہی کہ تعلق نفس کا بدن سی یہہ ظاہر ہی
کہ بغرض تکمیل نفس کے ہی پس اگر بدن اول تکمیل کرنے کے لیے کافی ہو تو تعلق اوس سی عبث
ہوگا اور اگر وہ کافی ہو تو پہر بدن آخر سے تعلق عبث ہوگا اور اس دلیل کے
نسبت اول یہہ اعتراض ممکن ہی کہ ممکن ہی کہ ہر بدن مین جزوی تکمیل ضرور اور مقصود
ہو مگر جواب اسکا یہہ ظاہر ہی کہ بنظر کمال قدرت اللہ تعالی کے جب ایک بدن مین
تکمیل کلی ممکن ہو تو تکمیل جزوی کا ضرور عبث ہی دوسرا اعتراض یہہ ہی اس دلیل کی نسبت

ممکن ہی کہ تکمیل نفس کے ساتھ یہ بھی مقصود ہو کہ بذریعہ تکرر تعلق نفس کے
ایک قسم کی قدرت کاملہ کا اظہار کیا جاوی یا آنکہ زیادہ تر موقع تکمیل کا دیا جاوی اور
زیادہ تر حجت تمام کیجاوی مگر جواب اسکا یہ ظاہر ہی کہ ہر نفس کو جداگانہ بدن ملنا ہونا
ہی جب کمال اظہار قدرت متعدد ہو اور ایک ہی دفعہ تکمیل کلی کا موقع دینا زیادہ تکمیل کا
موقع دینا ہی اور جبکہ تکرر تعلق مین جیسا موقع تکمیل کا ہی ویسا ہی خوف نقصان ثانی بھی کا
بھی ہی لہذا نہ زیادہ موقع تکمیل کا یقینی طور پر نہین ملسکتا ہی اور نہ اس صورت مین زیادہ
اتمام حجت ہو سکتا ہی کیونکہ نقصان مابعد بھی عذر کا محل ہوگا کہ یہ نقصان تہا محض
بوجہ اس تعلق جدید کے وقوع مین آیا ہی دوسری دلیل یہ ہی کہ تعلق نفس کا ایسی بدن
سے جو ذریعہ کافی اسکی تکمیل کامل کا ہوسکی ضرور راجح ہی بمقابلہ اسکی تعلق کے ایسی بدن سی
جو ذریعہ کافی اسکی تکمیل کامل کا نہوسکی تو اب حکیم مطلق کیجانب سے ضرور ہی کہ اسکو ابتداءً
ایسا بدن عطا فرمایا جاوی جو ذریعہ کافی اسکی تکمیل کلی کا ہوسکی تاکہ ترجیح مرجوح لازم نآوی
اور اس دلیل کی نسبت اول تو یہ اعتراض ممکن ہی کہ ممکن ہی کہ بوجہ استعداد نفوس
کے تکمیل ایک بدن مین ناممکن ہو اور ضرورت تعلق ابدان متعددہ کی ہو مگر جواب اسکا
یہ ظاہر ہی کہ بنظر کمال قدرت صانع حکیم کے یہ امر ضرور واجب التسلیم ہی کہ ایک بدن جو
اسکی تکمیل کے لیے کافی ہو اسکو اسطرح عطا ہو کہ ضرورت تکمیل آیندہ کے متعلق
بدن آخر نہو دوسرا اعتراض یہ ہی کہ ممکن ہی کہ باوجود عطای بدن کافی کے بھی تکمیل
بوجہ اسباب خارجیہ ممکن نہو گو ضرورت تعلق بدن آخر کی ہو مگر جواب اسکا یہ ممکن ہی
کہ اگر بدن اخیر مین تکمیل قطعی و یقینی ہوی تو اسکا عطا ہونا ابتداءً ضرور تہا اور اگر قطعی
و یقینی نہوگی اور پہر اسباب خارجیہ کے مانع تکمیل ہونیکا خوف ہوگا تو اس بدن اخیر سی
تعلق درحقیقت عبث ہو جائیگا مگر اسمقام مین زیادہ غور کی ضرورت ہی تیسری دلیل
یہ ہی کہ یہ امر مسلم سب کا ہی کہ ایک بدن واسطی تکمیل ہر نفس کے ابتداً یا انتہاءً کافی

دوسری دلیل

کیونکہ ثانی صورت [illegible] کیا نتیجہ [illegible] صورتین یہ دلیل درحقیقت [illegible] طرف دلیل [illegible] رجوع کر جاتی ہی اور [illegible] دوسری دلیل [illegible] نہین ہی [illegible] ۱۲ منہ

تیسری دلیل

ہوسکتا ہی پس تعلق ابدان متعددہ سی تعلق صرف بیجا عبث ہی مگر اسکی نسبت بہی یہہ
اعتراض ممکن ہی کہ تسلیم نہین ہی کہ ایک بدن تکمیل نفس کے لیے کافی ہوسکتا ہی مگر اسکا
جواب یہہ ہی کہ بنظر کمال قدرت صانع حکیم یہہ امر ضرور واجب التسلیم ہی کہ ایک بدن
واسطی تکمیل نفس کے کافی ہوسکتا ہی اور اگر ایسا نہو تو پہر بذریعہ تناسخ متعدد ابدان
کی صورت مین بہی آخر تکمیل ممکن نہو کہ درحقیقت تناسخ کا ہونا بہی بیکار متصور ہوگا مگر
یہہ تمام درحقیقت لائق غور ہی **چوتہی دلیل** یہہ ہی کہ ہر بدن کے لیے جداگانہ نفس کا
عطا ہونا جبکہ موجب کمال اظہار قدرت وکمال فیض متصور ہو کر بمقابلہ اسکی کہ متعدد
ابدان کو ایک نفس بہی عطا ہو ضرور راجح ہی تو بلوجہ استحالہ ترجیح مرجوح کے حکم سے
ہر بدن کو جداگانہ نفس عطا ہونا ضرور ہی مگر اس کی نسبت بہی یہہ اعتراض ممکن ہی
کہ ممکن ہی کہ بغرض تکمیل نفس کے ضرورت تعلق نفس کے ابدان متعددہ سی ہو اور یہہ وجہ
سی یہہ امر راجح ہو مگر بوجہ کمال قدرت صانع کے یہہ ضرور واجب التسلیم ہی کہ
اسکی درحقیقت کوئی ضرورت نہین ہی **پانچوین دلیل** یہہ ہی کہ نفس مین جو لیاقت
کمال کی ہی اسکے لیے کافی بدن واسطی تحصیل کے اسکو نہ عطا ہونا اس نفس کے
حق مین ایک فساد متصور ہی جسکا وقوع حکیم سے ممکن نہین ہی پس مناسب کمال اسکو
بدن ملنا ضرور ہی اور جب وہ ملچکا تو اگر دوسرا بدن باعث کمال ہو باوجود اسکی کہ
کمال حاصل ہوچکا ہو تو تحصیل حاصل لازم آئیگی اور اگر باوجود عطای بدن اول
کے جو کافی ہو اسکی کمال کے لیے کمال اسکو حاصل ہو تو وہ بدن تحصیل کمال کے
لئی کافی نہوگا حالانکہ وہ تحصیل کمال کے لیے کافی فرض کیا گیا تہا پس یہہ خلاف مفروض
لازم آئیگا اور اگر بدن ثانی باعث کمال نہو تو اسکا عطا ہونا نفس کو یا آنکہ عبث یا
فساد حق مین نفس کے لیے متصور ہوگا اور اسکا وقوع قول حکیم سی محال ہی اور اسکی نسبت
اول تو یہ بحث ممکن ہی کہ جائز ہی کہ ایسا بدن جو تنہا تحصیل کمال کے لیے کافی ہونا ممکن ہو

مگر اسکا جواب وہی ہی کہ بنظر کمال قدرت صانع ایسی بدن کا ممکن ہونا ضرور واجب التسلیم ہی
اور علاوہ ازین یہہ تو حقیقت لائق انکار نہین ہی کہ بعض ابدان ایسی ضرور خلق ہوئے
ہین کہ جو تکمیل کے لیے کافی تھے مثل ابدان انبیا اور ائمہ اور اولیا علیہم السلام کے
پس یہہ کہنا کہ ایسا بدن ممکن نہین ہی کسی طرح ممکن نہین ہی دوسری یہہ بحث بھی اس
دلیل کی نسبت ممکن ہی کہ یہہ بھی ممکن ہی کہ بدن کافی تکمیل کے لیے عطا ہو مگر وہ درحقیقت
کافی نہو یا آنکہ بوجہ سوء تصرف نفس کے یا اسباب خارجیہ کے وجہ سی کافی نہو مگر جواب
اسکا یہہ ہی کہ بنظر کمال علم صحیح صانع کے یہہ ممکن نہین کہ جسکو وہ کافی تصور کرے وہ کافی
نہو اور اگر بوجہ سوء تصرف نفس کے وہ کافی نہو یا بسبب اسباب خارجیہ کے تو اس
صورت مین ضرور دوسرا بدن واسطے تکمیل کے عطا ہونا عبث ہوگا کیونکہ ویسی ہی وجوہ
سی عدم تکمیل کا احتمال قائم ہوگا تکمیل آئندہ بی سود متصور ہوگی اور اگر یہہ کہا جائیگا کہ یہہ
کچھ ضرور نہین ہی کہ بطور نتیجہ عطای بدن کے جب تکمیل کا حصول یقینی ہو جب ہی بدن
عطا کیا جای کیونکہ یہہ تو سب کا مسلم الثبوت ہی کہ بہت سی ابدان عطا ہوتے ہین
مگر انمین تکمیل نفس کی ممکن نہین ہوتی پس جب خلقت ابتدائی مین یہہ امر جائز ہوا تو ممکن
ہی کہ خلقت مکرر مین بھی یہہ امر جائز ہو تو ہم کہینگے کہ ایکدفعہ بدن کافی تکمیل کے لیے جب
عطا ہوچکا تو باانیہمہ بوجہ سوء تصرف یا اہمال کے جب تکمیل نہین ہوئی تو حجت تمام
ہوگئی تو عطاے اولی اور خلقت اولی مین عطای بدن عبث نہین تھا جبکہ علاوہ اظہار
کمال قدرت اور فیض کے اتمام حجت کا نتیجہ پیدا ہوا ہی مگر اب مکرر عطا ہونا بدن کا
صریح عبث ہوگا لیکن یہہ مقام ضرور لائق غور ہی **چھٹی دلیل** یہہ ہی کہ جب مخبر صادق
کی خبر سے معلوم ہوا ہی اور قران شریف بھی اسکا مصدق ہی کہ ہر شخص قیامت مین
نتیجہ اپنی ہر نیکی و بدی کا دیکھیگا کیونکہ فرماتا ہی فَمَن یَعمَل مِثقَالَ ذَرَّۃٍ خَیراً یَرَہٗ وَ
مَن یَعمَل مِثقَالَ ذَرَّۃٍ شَرّاً یَرَہٗ یعنی جو ایک ذرہ بھر بدی کریگا اسکو دیکھیگا اور

چھٹی دلیل

بہی تصحیح الکلام مشتہر صادر ہوئے ہین پہر کیونکر وہ ذی نفس یاد ہی سے نتیجہ کو اوس بدن مین معائنہ
کریگا جسمین وہ امور صادر ہوئے تھے تو اگر ایک نفس کے لیے مختلف ابدان بطور
تناسخ عطا ہون تو ضرور ہوگا کہ وہ نفس اون سب ابدان مین مختص ہوا ور نفس
واحد کے لیے ایک ہی وقت مین ابدان مختلف ہون اور یہہ بدیہی البطلان ہے

حکایت لطیف راقم رسالہ کے بزرگون مین سے میر محسن علی صاحب مرحوم
جو نابینا تھے مگر کمال ذکی اور قوی الحافظہ تھے اور عالم نابینائی مین اکثر کتب اور
علوم کی انہون نے تحصیل ضروری کی تھی اور ایک حد تک درس بھی دیتے تھے
اور اکثر عمدہ مسائل علمی بہی انکو مستحضر تھے اور قوت مناظرہ بہی انکو اچھی حاصل تھی
اور جب راقم رسالہ اسوقت مین لکھنو سے اپنے وطن کو واپس گیا تھا کہ اسکا سن
غالبًا گیارہ یا بارہ سال کا تھا اور اسکی تحصیل غالبًا قطبی سی زیادہ نہ تھی اور اسوقت تک
اس نے دلائل ابطال تناسخ کو کسی کتاب مین دیکھا یا پڑہا نہین تھا تو میر صاحب موصوف
نے اکثر مناظرات مختلف مسائل علمی مین راقم رسالہ سے کئی اور راقم رسالہ نے ایسے جوابات
شافی دیے کہ میر صاحب موصوف اور اکثر اصحاب علم جو حاضر صحبت ہوتے تھے
نہایت مسرور ہوئے تھے اور منجملہ انہین مناظرات کے ایک مناظرہ مین میر صاحب
موصوف نے یہہ سوال بھی کیا تھا کہ کیا دلیل ابطال تناسخ کے باب مین ممکن ہے
تو اسوقت گو راقم رسالہ کو ضرور بوجہ عدم واقفیت دلائل ابطال تناسخ کے ایک
موقع دقت کا پیش آیا تھا مگر بفضلہ تعالی اسیوقت بلا غور و فکر زائد فورًا غالبًا چند
دلائل راقم رسالہ نے بیان کیے تھے جسمین سے ایک یہہ دلیل بھی تھی جسکو سب نے نہایت
پسند کیا تھا مگر اسکی نسبت یہہ بحث ممکن ہے کہ مراد آیت قرانی مین یہی ہے کہ جن اعمال
کی جزا مکافات دنیا مین نہو جائیگی یا جو بوجہ توبہ یا بوجہ اعمال صالحہ ساقط نہو جائینگی
یا بوجہ اعمال قبیحہ جو ضبط نہو جائینگے اوسکا نتیجہ قیامت مین آدمی معائنہ کریگا اور دو صورت

تناسخ ممکن ہی کہ نتائج اعمال ابدان سابقہ کے سبب ابدان لاحقہ میں ...
کرلے اور صرف نتائج اعمال بدن اخیر کے لیے قیامت مین اسکو موقع ... کا اعادہ
اور اس صورت مین صرف بدن اخیر مین محشور ہونا اوسکا ضرور ہوگا مگر اسکا جواب
یون ممکن ہی کہ بعض اعمال ایسی ہین کہ وہ ضرور باعث ثواب دائمی یا عقاب دائمی کے
ہین اور یہہ کہنا ممکن نہین ہی کہ ایسی اعمال کبھی ابدان سابقہ مین وقوع مین نہین
بلکہ بموجب قول اہل تناسخ کی علی العموم وقوع تناسخ کا گمان کیا جائے تو یہہ ممکن
نہین کہ یہہ کہا جای کہ ابدان سابقہ مین ایسے اعمال کا وقوع کبھی نہین ہوسکتا ہی
تو در صورت وقوع ایسے اعمال کے ضرور ہوگا کہ اون مختلف ابدان مین حشر ہو اور
علاوہ ازین اہل تناسخ کو ضرور ہی کہ اسکے قائل ہون در صورت تسلیم معاد کے کہ ابدان
سابقہ کے نتائج کے بہی جزا جزوی ابدان لاحقہ مین ہوتی ہی اور باقی جزاے کلی
کل اعمال کی معاد پر رہتی ہی ورنہ کوئی وجہ اسکی نہوگی کہ جزاے ابدان سابقہ تو
منقطع اور نہایت قلیل مدت مین ہو اور صرف جزاے بدن اخیر دائمی ہو مگر یہہ
بحث زیادہ غور کی محتاج ہی دوسرا اعتراض اس دلیل کی نسبت یہہ بہی ممکن ہی
کہ یہہ دلیل اوسی صورت مین تمام ہوتی ہی جبکہ بروقت معاد کے جسم سابق کا بعینہ اعادہ
ضرور ہو لیکن اگر اعادہ یا خلق ایک بدن مماثل کا کافی ہو تو پہر کوئی محذور لازم نہ آیگا
کیونکہ ایک ہی بدن مماثل بعوض کل ابدان کے کافی ہوگا مگر جواب اسکا یہہ ہوسکتا ہی
کہ قول اعادہ بدن اصلی کا بظاہر زیادہ قوی ہی پس اسکی بموجب دلیل کا تمام ہونا کافی ہی
علاوہ ازین ایک بدن مماثل ابدان مختلفہ کبہی ہو نہین سکتا ہی مگر یہہ امر جای نظر ہے
تیسرا اعتراض یہ ہی کہ ایک بدن مین منجملہ ابدان مختلفہ کے معاد ہونا واسطے ثبوت
معاد جسمانی کے کافی ہے اور چونکہ ابدان مختلفہ سے نفس ایک وقت مین متعلق نہین
ہوسکتا ہی اسوجہ سے ممکن ہی کہ اہل تناسخ یہہ کہین کہ منجملہ اونہین ابدان کے جسمین ...

سلہ کیونکہ یہہ گفتگو اس جگہ ممکن ہی کہ خاص بدن اخیر کے اعمال کے جگہ ممکن ہی کہ اسوجہ سے دائمی ہو کہ وہ بدن ... مگر یہہ اعمال کے ظہور مین آی ہی ۱۲ منہ عفی عنہ

سلہ اس بحث کے طرف ایما ہے کہ ممکن ہی کہ اور ادنی مماثلت کافی ہو مگر یہہ ظاہر ہے کہ جو امتیاز مقصود ہے وہ اسطرح حاصل نہین ہوسکتا ہی ۱۲ منہ عفی عنہ

ایک بدن ہی کی بالخصوص بدن اخیر مین بوجہ ضرورت معاد ہوگی اور اسمین سب نتائج
اعمال کی معاینہ کرلیگا تو کوئی ضرورت سب ابدان کی محشور ہونیکی لائق تسلیم نہین ہے
مگر اسقدر اسپر یہ ممکن ہے کہ منجملہ ابدان مختلفہ کے ایک بدن مین حشر ہونا صریح ترجیح بلامرجح
ہو اور اگر بدن اخیر نائب مناب جملہ ابدان سابقہ ہو مگر جن اعمال کے نتائج کے معائنہ
کی ضرورت حشر مین ہے جب انکو خصوصیت بعض خاص خاص بدان سے ہے تو اب
یہ ممکن نہین ہے کہ بعض اعمال کے معائنہ کے نتائج کے لیے تو انکے ابدان خاصہ کے
لائق تسلیم کیجائے اور دوسرے اعمال کے نتائج کے معائنہ کے لیے انکے ابدانکا
محشور ہونا ضرور نہو مگر یہ مقام بھی لائق غور ہے ساتوین دلیل یہ ہے کہ نفس انسانی
درحقیقت بموجب ہماری تحقیقات مندرجہ رسالہ منہج الوصول کے جسمانی ہے اور
بملاحظہ نظام خلقت ابدان اور نفوس انسانی یہہ امر ضرور واجب التسلیم ہی کہ نفس
ہر بدن کا بطور نتیجہ اخیر و ضروری ان تاثیرات قدرت کے جو بغرض احداث
بدن مذکور ہوتے ہین خاص اسی بدن سے اور خاص اسی بدن کے اجزا سے
بالضرور پیدا ہوتا ہی پس ہر بدن سے بر وقت اسکے حدوث کے ایک نفس کا
حادث ہونا بطور نتیجہ اخیر ضروری کے ضرور ہے اور اس صورت مین اگر کسیطرح
متعلق ہو اس سے ایک اور نفس سابق تو لازم آئیگا کہ ہون ایک بدن کی لیے
دو نفسین اور یہ صریح باطل ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہہ وہی دلیل اول قدما کی ہے
درباب ابطال تناسخ کے ساتھہ کسیقدر تغیر قلیل کے لیکن اس دلیل پر وہ اعتراض
وارد نہین ہوتے جو دلیل قدما کی نسبت مذکور ہوئے ہین مگر اس دلیل کی نسبت
اول یہہ اعتراض ممکن ہی کہ صانع حکیم دوبارہ انھین اجزا کو جمع کرکے
اور اونپر پھر وہی تاثیرات بغرض احداث بدن کے کرکے بطور نتیجہ اخیر و ضروری
تاثیرات مذکورہ کے اوس نفس کو پھر پیدا کرے اور یہہ دوبارہ پیدا ہونا نفس کا

معلّق نہ بدن سے ضرور تناسخ مشہور ہوگا لیکن جواب اسکا یہہ ظاہر ہی کہ اہل تناسخ
درحقیقت اسکے قائل نہیں ہیں کہ نفس اپنے بدن سابق کے ساتھ پھر آ کیا
جاتا ہو بلکہ انکا قول یہہ ہو کہ ایک بدن جدید دوسرا بھی نفس سابق متعلق کیا جاتا ہے
پس تعلق اہل تناسخ کے یہہ دلیل ضرور تمام ہو یا انکی جانب سے یہہ جواب ممکن
نہیں ہو دوسرا اعتراض اس دلیل کی نسبت یہہ ہوسکتا ہی کہ ممکن ہی کہ نفس
سابق اور نفس حادث ملکر ایک نفس ہو جاتے ہیں بدن لاحق کے لیے پس اجتماع
دو نفسون کا بدن واحد میں لازم نہ آئیگا مگر اسکا جواب یہہ ہو کہ اس صورت میں
درحقیقت بدن لاحق سے درحقیقت ایک نفس متعلق ہوگی جو مرکب ہوگی اجزائے
نفس سابق و اجزائے نفس حال سے اور مرکب غیر ہو اپنے اجزا کا پس اس
صورت میں بھی بدن سے ایک ایسی نفس متعلق ہوتی ہو جو غیر نفس سابق ہو اور
اسمین بھی تناسخ لازم نہیں آیا ہو علاوہ ازین ظاہر نفس انسان کا مادہ درحقیقت
ایسا ہو کہ ممکن نہیں ہو کہ نفس سابق و حال میں ترکیب واقع ہوئی اور اسیوجہ
سے وہ نفوس بعد فساد بدن کے بالاتفاق باقی رہتی ہو اور فساد اوسکو عارض
نہیں ہوتا ہو تیسرا اعتراض یہہ ہو کہ جو کیفیت حدوث نفس انسانی کی دلیل میں
مذکور ہو وہ ممنوع ہو کیونکہ کسی نے اسطرح کیفیت حدوث نفس انسانی کی تصریح
نہیں کی ہو اور کتب حکما میں یہہ مذکور ہو کہ نفس بدن سے بروقت حدوث متعلق
کیجاتی ہو اور قرآن میں اسکی نسبت یہہ مذکور ہو کہ بعد حدوث بدن کے روح
اسمین نفخ کے ذریعہ سے ظاہراً داخل کیجاتی ہو تو برخلاف اسکے یہہ کیفیت حدوث
نفس انسانی کے کیونکر لائق تسلیم ہوسکتی مگر اسکا جواب یہہ ہوسکتا ہو کہ جو شخص
کیفیت حدوث ابدان اور نفوس کیطرف رجوع کرے وہ بالضرور یقین کریگا کہ نفس
انسانی اوسیطرح حادث ہوتی ہو جسطرح دلیل میں مذکور ہو اور بظاہر اوسی

سلہ اشارہ ہی اس بحث کیطرف کہ جو لوگ تعلق نفس کے قائل ہیں اور نفس کو مجرد کہتے ہیں اور اسطرح سے حدوث کے ہرگز قائل نہیں ہیں اور نفخ کی لفظ کا جو ظاہر خلاف اسکی ہی کہ اوس سے مراد ایسا حدوث ہو کیونکہ ظاہر نفخ سے مراد یہہ ہو کہ کوئی شی خارج بدن سے بدن کے اندر داخل کیجای ۱۲ منہ

حدوث سے جو بتاثیرات قدرت ہوتا ہے بعنوان تعلق تفصیل ور بعنوان نفخ روح
تعبیر کیجاتی ہے اور جب کیفیت نفخ کی زیادہ تصریح کے ساتھ مذکور نہیں ہے
تو عبارت ہونا نفخ کا اس حدوث سے مستبعد نہیں ہے مگر اس کلام مین حقیقت
جانے غیر نفس ہوا آٹھوین دلیل یہ ہے کہ جو لوگ اسکے قائل ہین کہ تناسخ بغرض
جزاے اعمال بدن سابق کے ہوتا ہے انکا قول اسوجہ سے بھی باطل ہے کہ جبکہ
کوئی شخص اور غیر وہ شخص نہیں جان سکتا ہے کہ جزا اُسکے اعمال سابقہ کی ہے
اور اُسکو اعمال سابقہ یاد بھی نہیں ہوتے اور اسوجہ سے اُنکے مقابلہ مین
ایسی جزا کو وہ مناسب اور عدل بھی نہیں سمجھ سکتا ہے اور نہ اسکو یا کسی کو اسکی
وجہ سے رغبت اعمال صالحہ کی یا خوف اعمال قبیحہ سے ہو سکتا ہے اور نہ کسی پر عدل
ثابت ہو سکتا ہے تو اسطرح جزا کا ہونا صریح مخالف مقتضاے حکمت کے ہے
نوین دلیل یہ ہے کہ اگر مدار اختلاف تنعم و آلم عباد کا اعمال سابقہ پر اور بطور
اُنکے جزا کے ہو تو کوئی وجہ فرق کی ابتداے خلقت مین درمیان حالات
عباد کے نہو گی مگر یہ اعتراض اسکی نسبت ممکن ہے کہ ہم نہین تسلیم کرتے ہین
کہ ابتداے خلقت مین کچھ فرق ایسے حالات مین تہا مگر جواب اسکا یہ ظاہر ہے کہ
بملاحظہ تاریخ دنیا یہ ظاہر ہے کہ ہمیشہ عباد کے حالات مختلف رہے ہین مثلاً دسوین
دلیل یہ ہے کہ اگر تناسخ نفوس کا بغرض تکمیل نفوس کے ہوتا تو ضرور تہا کہ کمالات
جو بدن سابق مین حاصل کیے گئے ہین وہ محفوظ رہتے بوقت تعلق نفس کے
بدن مابعد سے کیونکہ کمالات جو ایک مدت مین حاصل کیے گئے تھے اوسکا ضائع
کردینا اس صورت مین خلاف حکمت ہے حالانکہ مشاہدہ شاہد ہے کہ بوقت آغاز
خلقت کمالات انسان مین موجود نہین ہوتے اور گو یہ اعتراض اسکی نسبت
ممکن ہے کہا جائے کہ کمالات نفس مین موجود ہون مگر بوجہ حالت نقصان جسم کے

اختیار اُسکے ظاہر نہین ہوتے مگر جواب اسکا بھی ظاہر ہے کہ جب بعد ازان جملہ کمالات
بتدریج تحصیل حاصل ہوتے ہین اور علاوہ ازین ہر شخص اپنے زمانہ ان کیطرف رجوع
کرکے دریافت کرسکتا ہے کہ ابتدا اسکے خلقت مین کمالات اُسمین موجود نہ تھے تو
تسلیم کرنا ضرور ہے کہ ابتدا سے خلقت مین کمالات انسانی موجود نہین ہوتی ہین

گیارھوین دلیل یہہ ہے کہ اگر تکمیل نفوس کی بذریعہ تناسخ کے ہوتی تو ضرور تھا کہ
متاخرین مین کمالات بمقابلہ سابقین کے بہت بڑہے ہوئے ہوتے حالانکہ مشاہدہ
برخلاف اسکے شاہد ہے اور گو اسکی نسبت بھی یہہ اعتراض ممکن ہے کہ یہہ اُس صورت
مین لازم آتا ہے جبکہ کمالات ابدان سابقہ ابدان لاحقہ مین محفوظ رہین مگر یہہ ضرور
نہین بلکہ ممکن ہے کہ کمالات سابقہ بالکل بروقت تعلق مابعد کے زائل ہوجائین اور
جسطرح ایک لکھی ہوئی لوح کو بالکل دہوکے پھر از سر نو اسکو لکھتے ہین اسیطرح
نفس کو بالکل سادہ کرکے از سر نو اسکی تکمیل کیجاتی ہے اور گو کمالات سے معرا کرنا
نفس کا بظاہر خلاف حکمت معلوم ہوتا ہے مگر جب اُن کمالات کے ازالہ کے ساتھ
نفس نقصانات سابقہ سے بھی پاک ہوجاتا ہے تو اسوجہ سے اُنکا صاف پاک کرنا
صفات سالفہ سی ضرور مقتضای حکمت متصور ہے لیکن اسکا جواب یہہ ظاہر ہے
کہ یہہ امر ممکن نہین کہ بوجہ فساد بدن کے نفس کے کمالات جو اسکی ذات مین
حاصل ہوسکین زائل ہوسکین اور علاوہ ازین اگر ازالہ صفات نفس اور خاص
اُسکے ملکات راسخہ کا بھی ممکن ہو تو صرف نقصانات کا ازالہ ضرور ہوگا مگر کمالات
کا ازالہ توکسیطرح جائز نہین ہوگا مگر اس جواب مین ضرور محل نظر ہے **بارھوین
دلیل** یہہ ہے کہ اگر حصول ابدان متاخرہ کا ابدان سالفہ کی تکمیلات کیوجہ سی ہوتا
اور اُنہین پر موقوف ہوتا تو ابتدا کوئی بدن نفس کو عطا نہین ہوسکتا کیونکہ اسوقت
اسکی کسی بدن سابق مین تکمیل نہین کی گئی تھی مگر اُسکی نسبت یہ اعتراض ہوسکتا ہے

کہ ابتدا اگر ممکن ہی کہ بضرورت اور ازراہ تفصیل کے خاص خاص ابدان عطا ہوں
نہ بلحاظ کسی تکمیل سابق کے تیرھوین[۱۳] دلیل یہ ہی کہ یہہ امر بادنی تامل ظاہر ہو
کہ مرتبہ وجود نفس اور اسکی اصل ذات مین ہر طرح میل الی الخیرات والکمالات
موجود ہی اور اسیوجہ سی یہہ فرمایا گیا ہی کہ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ
یعنی ہر مولود پیدا کیا جاتا ہی اوپر خلقت اسلام کے اور امزجہ بدن البتہ مائل
طرف جہالت مختلفہ کمالات یا نقصانات کے ہوتے ہین تو اگر تناسخ صحیح ہوتا
تو ضرور تہا کہ ابتدا سے خلقت مین ضرور سب کو وہی ابدان عطا ہوتے
جنکے ابدان مائل الی الکمالات ہون اور ضرور تہا کہ جب نفس عمدہ تہا اور اِلیہ
تکمیل بہی عمدہ عطا ہوا تہا تو ضرور تہا کہ نفوس کو عمدہ اور کافی تکمیل حاصل ہو جاتا
اور پہر اعادہ عبث متصور ہوتا اور اگر ایسی صورت مین اعادہ ہوتا بہی
تو ضرور تہا کہ بوجہ عمدہ اعمال سابقہ نفوس کے انکو عمدہ ابدان عطا
ہوتے اور اسیطرح انکی عمدہ تکمیل کا نتیجہ پیدا ہوتا اور علی ہذا القیاس ہر ا
خلقہا سے مابعد مین ہمیشہ ابدان عمدہ ملا کرتے اور ہمیشہ نتیجی عمدہ کمالات
نفوس کے پیدا ہوتے رہتے اور اسیطرح ہر زمانہ مابعد مین حالات نفوس
اور ابدان کے بہ نسبت حالات سابقہ کے عمدہ یا اُسکے ساتھ مساوی
رہتے اور یہ ممکن نہ تہا کہ کبہی حالات نفوس و ابدان کے مائل نقصان
کیطرف ہوتے اور یہ صریح مخالف حالات مشاہدہ کے ہی اور اہل تناسخ بہی
اسکے قائل نہین ہین مگر اسکی نسبت یہہ اعتراض ممکن ہی کہ یہ ممکن ہے کہ
باوجود خوبی نفوس اور ابدان کے بہی بوجہ تاثیرات خارجیہ شیطانیہ وغیرہ
مختلف کیفیت تکملات نفوس کے حق مین ظہور مین آئی اور کچھ کامل اور کچھ اکمل
اور کچھ ناقص اور کچھ انقص ہو جائین چودھوین[۱۴] دلیل یہ ہے کہ اگر

بالفرض با وجود عطای نفس عمدہ و بدن عمدہ کے بھی اثر تاثیرات مناجرت کے تکمیلات
نفوس کے کیفیت مختلف ہوسکی جیسا قبل ازین مذکور ہوا تو ظاہر ہی کہ تکمیل
نفس کی اس صورت مین بذریعہ تناسخ کے اسوجہ سے جائز نہوگی کہ اسطرح تکمیل
نفوس کا ہونا یقینی یا مظنون ہی نہین ہی بلکہ ممکن ہی کہ باوجود تبدل اجسام کثیرہ کے
بھی نفس ناقص ہے یا آنکہ ناقص ہوجائے پندرھوین دلیل یہ ہی کہ جب تناسخ مین
استکمال تکمیل کے اور خوف نقصان کا بدرجہ مساوی ہی تو تناسخ کا وجود اور عدم دربارۂ تکمیل
نفس کے ایک ہی مرتبہ مین متصور ہی بلا کسی مرجح کے پس حکیم سے ممکن نہین ہی کہ ترجیح بلا
مرجح ظہور مین اوے اور سلسلہ تناسخ کا الغرض بلا دلیل اختیار کیا جاے اگر اسکی نسبت
یہہ اعتراض ممکن ہی کہ گو اسطرح تکمیل نفس کی ممکن نہو لیکن اس صورت مین ضرور اتمام
حجت بخوبی ممکن ہی اور موقع بھی زیادہ تکمیل کا ملسکتا ہی تو یہہ امر مرجح اس سلسلہ تناسخ
کے اختیار کا متصور ہی لیکن جواب اسکا یہہ ظاہر ہی کہ جب یہہ ممکن ہوا کہ جو نفس کامل
ہوچکے تھے اسطرح ناقص ہوجاے تو جسقدر موقع تکمیل کا ملتا ہی اوسیقدر نقصان
اور عدم تکمیل کا موقع ملتا ہی اور پھر اتمام حجت کا ہونا بھی مشکل تسلیم ہوسکتا ہی کیونکہ
ایسی اشخاص یہہ کہہ سکتی ہین کہ اگر ہم مکرر خلق نہ کیے جاتے تو ہم ناقص نہو جاتے
پس وہ حجت تمام نہوگی مگر اتنی زیادہ غور کے حالت اس مقام پر ہی سولھوین
دلیل یہ ہی کہ اگر کمالات سابقہ باقی نرہین تو یہہ خلاف حکمت ہی کہ جو کمالات
ایک مدت مین حاصل ہوے تھے وہ بالکل زائل کردی جائین اور اگر باقی رہین
تو اکثر بچپن مین پیرانہ کمالات موجود ہون اور متاخرین کے کمالات مین اسقدر
کثرت ہو کہ بڑا فرق عظیم درباب حالات ترقی کمال ابتداے عمر کے بمقابلہ سابقین
کے ترقی کمال انتہای عمر کے مشاہدہ ہو حالانکہ یہہ صریح باطل ہی سترھوین دلیل
یہ ہی کہ جو ملاحظہ کریگا کیفیت مختلف طبایع نفوس انسانی کو اور اسکی مختلف تکمیلات

کی دائرہ کی وسعت کو تو وہ ضرور دریافت کرسکتا ہی کہ دائرہ تکمیلات انسانی کا
ہمیشہ صرف ایک حد خاص تک پہونچتا ہی اور اس سے متجاوز نہین ہوتا ہی اور اوسمین
ترقیات مختلف اشخاص کی ایک حد خاص تک پہونچتی ہی جو انکے خاص ایک حیات کے
تکمیلات کے جہانتک محدود معلوم ہوتے ہین پس اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ انمین
کوئی اثر تکمیلات سابقہ کا باقی نہین رہتا ہی تو اب یہہ بھی ثابت ہوگیا اگر کوئی نفس
دوبارہ بغرض تکمیل بدن آخر سے متعلق نہین ہوتی ہی ورنہ کوئی اثر تکمیل سابق کا ضرور
اسمین موجود ہوتا اور گو اسمین یہ بحث ممکن ہی کہ جو فرق ابتدائی سن مین مختلف اشخاص
کے طبائع مین ہوتا ہی ممکن ہے کہ وہی اثر انکی تکمیلات سابقہ کا ہو مگر اسکا جواب
یہ ظاہر ہے کہ اسقدر فرق تو ضرور فرق ذاتی نفوس کا متصور ہی اٹھارھوین
دلیل یہہ ہی کہ قادر مطلق ہر بدن کو نفس علیحدہ عطا کرسکتا ہی تو کوئی وجہ اسکی
نہین ہے کہ وہ بدن کو پھر نفس جدید عطا نفرمائے اور نفس سابق کو پھر بدن
مابعد سے متعلق کرے اونیسوین ۱۹ دلیل یہ ہے کہ اسمین شبہہ نہین ہے کہ سن
بچپنے کا ایک حالت نقصان کا سن ہی اور سن جوانی کا ایک حالت کمال کا سن ہی
اور علی ہذا القیاس سن بوڑھاپے کا سن کمالات علمی کا سن متصور ہے تو بعد ایک
حد تک تکمیل کرنے کے راجع کرنا نفس کو طرف حالت نقصان کے صریح خلاف
حکمت ہی علی الخصوص جبکہ اصل مقصود بھی تکمیل ہی ہے بیسوین ۲۰ دلیل یہہ ہی
کہ کل عمرین انسانی اب بہت چھوٹی ہوتی ہین اور اللہ تعالی اون عمرون کو زیادہ
طولانی کرسکتا ہے جیسا ابتدائی خلقت مین زیادہ عمرون کا ہونا منقول بھی ہی اور
جب دائرہ تکمیلات انسانی کیطرف نظر کیجاتی ہے تو یہہ ضرور لائق تسلیم ہے کہ یہہ
عمرین واسطے تکمیل انسانی کے کافی ہین پس جبکہ عمر کافی تکمیل کی بہتر ملیگی اور تکمیل ممکن
نہین ہوی تو اب پھر عمر بغرض تکمیل کے ملنا ضرور عبث متصور ہی اور اگر بالغرض زیادہ

بقا اور عمر کی ضرورت تکمیل کے لیے ہوتی اور اسمین زیادہ تکمیل ممکن ہوتی تو
ضرور تہا کہ اللہ تعالی طولانی عمرین انسان کو عطا کرکے اسکی تکمیل کا انتظام
فرماتا کیونکہ اس صورت مین انسان کو بسبب باقی رہنے اون کمالات کے
جو اس عمر قلیل مین حاصل ہوتے ہین آئندہ اور تکمیل کا موقع حاصل ہوتا نہ یہ
کہ اس عمر کو قطع کرکے اور اون کمالات حاصلہ کو زائل کرکے اور ایک تازہ
خلقت مین پہر از سر نو تکمیل کی تکلیف دیتا جسمین بوجہ زوال کمالات سابقہ کے
پہر زیادہ دقتین پیش آسکتی ہین اسیواسطے بسبب عمرین قلیل عطا ہوتی ہین تو
وہ شاہد اسکی ہین کہ تکمیل انسانی کے لیے زیادہ بقا کی کسیطرح بذریعہ تناسخ کے
یا کسی اور طرح کوئی ضرورت نہین ہے پس یہ خیال اہل تناسخ کا صریح باطل ہے
کہ واسطے تکمیل انسانی کے ضرورت زیادہ بقا کی ہے اکیسوین دلیل ۲۱
کہ مختلف کمالات انسانی جو ممکن الحصول ہین اسکی حدین ایک حد تک بلاخطہ تاریخ
ترقیات مختلفہ انسانی کے دریافت ہو سکتی ہین اور باینہمہ یہ ضرور لائق تسلیم ہے
کہ انسان صرف ایک حد خاص تک ہر کمال مین ترقی کرسکتا ہے اور یہ بہی لائق
تسلیم ہے کہ وہ ایسی حدین ہین کہ انکی تحصیل کے لیے ایک ہی عمر انسانی کافی
ہی تو بغرض تکمیل انسانی کے متعدد عمرین عطا ہونا صریح بیکار ہے مگر اس دلیل
کی نسبت یہ بحث ممکن ہے کہ کمالات انسانی مختلف اقسام کے ہین اور یہ ظاہر ہے
کہ ایک عمر مین انسان صرف ایک کمال کی تکمیل کرسکتا ہے پس ممکن بلکہ ضروری ہے
کہ بغرض تحصیل مختلف کمالات کے مختلف عمرین ضروری تصور کیجائین اور اسکی
وجہ سے ضرورت تناسخ کی ہو لیکن اسمقام پر یہ لائق لحاظ ہے کہ جو مختلف کمالات
انسانی کے خیال کیے جاتے ہین انہین سے بعض کمالات ایسے ہین کہ انکی لیے
خلقت انسان کی ہوتی ہے مثل علوم و حکم و معارف کے جو کمالات قوت نظریہ ہین

اکیسوین دلیل

اور مثل ملکہ اعتدال قوت شہوانیہ و غضبانیہ کے جو اصول کمالات قوت عملیہ کے
متصور ہین اور بعض کمالات ایسی ہین کہ وہ اصل غرض خلقت انسان نہین ہو سکتے
ہین گو ان کمالات کے تحصیل کی انسان کو ضرورت رہتی یا اپنے بنی نوع کی حسن بقا یا
معاش کے لیے ہوتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ واسطی تحصیل کمالات قسم اول کے
ایک عمر ضرور کافی ہے اور اسکا شاہد یہ واقعہ تاریخی مسلمہ سب کا ہے کہ ان کمالات
مین ایک ہی عمر مین بہت سے اشخاص نے قریب قریب انتہائی درجہ حاصل کیا ہے
تو یہ ضرور واجب التسلیم ہے کہ اصلی کمالات انسانی کے لیے جنکی غرض کے لیے
اسکی خلقت ہوئی ہے ایک ہی عمر ضرور کافی ہے بائیسوین[۲۲] دلیل یہ ہے
کہ جو لوگ منجملہ اصحاب تناسخ کے اسکے قائل ہین کہ دنیاوی اسائشین بوجہ اعمال
سابقہ عطا ہوتے ہین انکے قول کا ابطال اسوجہ سے بھی ممکن ہے کہ اگر یہ اسائشین
اسقدر عمدہ ہوتین کہ عوض اعمال صالحہ کا ہو سکتین تو ضرور تھا کہ نفوس کاملہ کو بھی
عطا ہوتین حالانکہ اہل تناسخ اسکے قائل ہین کہ نفوس کاملہ بعد مفارقت بدن مجرد رہتی
ہین اور انکا تناسخ نہین ہوتا مگر اسکی نسبت بعض مباحث مندرجہ سابق لائق غور کے ہین
تیئیسوین[۲۳] دلیل یہ ہے کہ جو لوگ تناسخ کے قائل ہین انکی خیال مین دنیا کی بقا
نہایت عمدہ ہے اور اسیوجہ سے وہ خیال کرتے ہین کہ بار بار وہ انسان کو عطا ہوتی ہے
مگر انکو درحقیقت معلوم نہین ہے کہ بعد مدت کے جو استغنا نفس کو بہت سے حوائج
سے حاصل ہوتا ہے اور جیسی وہ مامون ہزارون آفتون سے ہو جاتی ہے اور
جیسے علوم حقیقیہ اسپر بقدر لیاقت منکشف ہو جاتے ہین اسکی وجہ سے ہر انسان کے
حق مین بعد موت کے جو حالت اسکو حاصل ہوتی ہے وہ اسکی زندگی کی حالت سے
بمراتب عمدہ ہوتی ہے اگرچہ بوجہ اپنے اعمال قبیحہ کے وہ مبتلاے متفاوت
بھی ہو پس سعیدون کے حق مین پھر دنیا مین انا ضرور موجب تکلیف متصور ہے

اور اشقیا کے حق مین بھی جبکہ اُنسے سوا ے شقاوت کے اور کوی امر ممکن نہین
ہو تو اُسی شقاوت اخروی کے ساتھ وہ نتائج عمدہ موت کے جو عام طور پر اُنکو
حاصل ہوسے باہم ملکر اُنکے حق مین اُس شقاوت اخروی سے جو بعد مکرر دنیا
مین آنیکے اور عمدہ فوائد موت سے محروم رہکر نصیب ہو بہر حال ایک عمدہ حالت ہی
پس موت کے بعد جو حالت ہو وہ سب کے حق مین اُنکے دنیا مین پہر آنی سے
انسب ہی تو یہ بالکل مخالف شان حکمت ہی کہ انسان ایک عمدہ حالت سی بار بار
خراب حالت کیطرف پہیر اجاے لیکن یہ دلیل گو عمدہ دلائل سے ہی مگر اُسکے
مقدمات کی خوبی ہر شخص با آسانی دریافت نہین کرسکتا ہی پس اس باب مین بھی
زیادہ غور اور خوض کی ضرورت ہی ۲۲ بائیسوین دلیل یہ ہی کہ اکثر مذاہب
لائق لحاظ ہین خاص خاص رشتہ کے عورات اور مردون مین نکاح کا اور
صحبت کا ہونا ممنوع ہی اور باہم رشتہ دارون مین ایک خاص قسم کے اعزاز کے
ساتھ بحالت حیات و ممات پیش آنیکا حکم ہے اور علی الخصوص ہنود کے یہان جو
سب سے زیادہ تناسخ کے قائل ہین اس باب مین زیادہ تاکیدی احکام ہین
تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالے کو ایسی صحبتون کا نہ واقع ہونا اور ایسی
اعزازون کا ملحوظ رہنا ہر وقت منظور ہے تو اب کسیطرح ممکن نہین ہے کہ برخلاف
اسکے سلسلہ تناسخ کا جاری رکھے کہ جسمین ممکن ہے کہ نادانستہ ایسی صحبتین واقع ہون
اور برخلاف اس اعزاز کے بہت ظہور مین آوی کیونکہ درصورت تناسخ ممکن ہوگا کہ
جورو آدمی کے اسکی مان یا دادی یا بہن یا ایسے رشتہ کی عورت ہو جس سے صحبت
منع ہے اور ممکن ہے کہ غلام یا رعیت یا گھوڑا یا کتا یا گدہا آدمی کا اسکا باپ یا دادا
یا کوی ایسا رشتہ کا آدمی ہو جسکی تعظیم واجب ہو مگر اسکی نسبت یہ بحث ممکن ہے
کہ یہ سب امور لوازم مذہب خاص سے منسوب ہو سکتی ہین اور با اینہمہ آدمی کو اسکی

بائیسوین دلیل

ممانعت یا اسکی پابندی صرف درصورت علم حالات کے واجب ہوتی ہے
پس جب بدل گیا اور جب علم رشتہ کا ممکن نہ تہا تو اسکے بموجب کوئی ممانعت
یا پابندی نہین رہیگی مگر جواب اسکا یہ ہے کہ زیادہ تر ان امور کا حفظ بمقابلہ
روح اور نفوس کے ملحوظ ہوتا ہے تو بدن کے بدلنی سے اسمین فرق نہین
آسکتا ہی اور علاوہ ازین اللہ تعالی کو جب علم بخوبی ہے تو اسکی شان حکمت
کے مناسب یہ امر متصور نہین ہے کہ ایک طرح اسی امر کی ممانعت کرے یا اسکو
واجب کرے اور پہر دوسرے طور پر خود اسکے خلاف امور کے وقوع کا سامان
مہیا کرے مگر یہ مقام درحقیقت لائق غور کامل ہے پچیسوین[۲۵] دلیل یہ ہے
کہ اکثر مذاہب مین جو فاتحہ درود کی مدتہای دراز تک استحباب کیطرف ایما ہی
اور علی الخصوص ہنود کے یہان جو اس باب مین تاکید اکید ہے وہ سب بیکار متصور
ہوگی کیونکہ بذریعہ تناسخ تو وہ شخص جو مردہ تہا ضرور زندہ ہو جاتا ہی تو پہر نہ وہ مردہ
رہا نہ وہ فاتحہ درود وغیرہ سے منتفع ہوسکتا ہی مگر اسکی نسبت یہ اعتراض ہوسکتا کہ
یہ ممکن ہے کہ یہ امور اسوجہ سی عمدہ متصور ہون کہ اسکی وجہ سے بوجہ ایک کوشش
اداے حق کے ان فاتحہ دلانیوالون کو ضرور استحقاق ثواب کا ہو جائیگا گو مردون کو
فائدہ اس سے پہنچی حاصل ہو مگر اسکا جواب یہ ظاہر ہے کہ ان لوگون کا یہ
اعتقاد ہے کہ خاص مردون کو ثواب حاصل ہوتا ہی پس انکے مقابلہ مین دلیل
تام ہے مگر اس باب مین ضرور جای نظر ہے چہبیسوین[۲۶] دلیل یہ ہی اور
یہی سب سے عمدہ دلیل درحقیقت ہی کہ بہت سے آیات اور احادیث سی یہہ
ثابت ہوتا ہی کہ بعد مرنیکے سب انسان اپنے بدن انسانی کے ساتھ صرف
ایک روز خاص اور ایک وقت خاص مین زندہ ہونگے اور وہ وقت
خاص قیامت ہی پس اس سے ثابت ہوگیا کہ قبل قیامت کے کوئی روح

کسی دوسرے بدن سے متعلق ہوکر دنیا مین نہین آتی ہے اور اُسکی موید وہ احادیث بھی ہین کہ جنمین تصریح اس امر کی ہے کہ روحین اپنے ابدان کثیفہ سی مفارقت کرنیکے بعد خاص خاص مقامات پر تا قیامت رکھے جاتے ہین اور منجملہ بہت سے آیات اور احادیث مذکورہ کے ہین اس مقام پر صرف ایک آیت کا سورہ مومنون سے لکھنا کافی جانتا ہون اور وہ آیہ کریمہ یہ ہے ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ۝ ثم جعلنہ نطفۃ فی قرار مکین ۝ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشأنہ خلقا اخر فتبارک اللہ احسن الخالقین ۝ ثم انکم بعد ذلک لمیتون ۝ ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون یعنی اور سرائینہ خلق کیا ہمنے آدمی کو خلاصہ مٹی سے پھر بنایا ہمنے اُس آدمی کو نطفہ قرارگاہ مضبوط مین پھر کیا ہمنی اُس نطفہ کو خون بستہ پھر کیا ہمنے اُسی خون بستہ کو ایک پارہ گوشت پھر کیا ہمنے اُس پارہ گوشت کو ہڈیان پس پہنایا ہمنے ہڈیون کو گوشت پھر پیدا کیا ہمنے اُس ایک دوسرے خلق یعنی روح وحیات اُسکو عطا کی پس حسنا برکت ہوا اللہ جو نیکوترین خالق ہے اور اس مضمون کے بہت سے آیات ہین اور سورہ یسین مین ہے ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین ۝ ما ینظرون الا صیحۃ واحدۃ تاخذھم وھم یخصمون فلا یستطیعون توصیۃ ولا الی اھلھم یرجعون ۝ ونفخ فی الصور فاذا ھم من الاجداث الی ربھم ینسلون ۝ قالوا یاویلنا من بعثنا من مرقدنا ھذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ھم جمیع لدینا محضرون ۝ جسکے معنے یہ ہین کہ اور کہتے ہین کہ کب ہوگا یہ وعدہ اگر ہو تم سچی نہین دیکھینگے وہ مگر ایک سخت آواز کو کہ لیگی اُنکو درانحالیکہ وہ جھگڑ رہے ہونگے پس نہ قادر

ہونگے وہ وصیت کرنے پر اور نہ اپنے اہل کیطرف پھر جائینگے اور پہونکا جائیگا صور
پس ناگاہ وہ قبروں سے طرف اپنے رب کے دوڑ پڑینگے ڈرانیوالے کہینگے ای وای
کسنے اٹھایا ہمکو ہماری خوابگاہ سے یہ وہی ہی کہ جو وعدہ کیا تہا رحمن نے اور سچ کہا تہا
رسولوں نے نہین ہوگی مگر ایک آواز سخت پہر ناگاہ وہ سب ہمارے پاس جمع کیے
حاضر کیے جائینگے اور اس کے قبل یہ آیت سورۂ مذکور مین ہے الم یروا کم اهلکنا
قبلهم من القرون انهم الیهم لا یرجعون ۰ وان کل لما جمیع لدینا
محضرون ۰ جسکے یہ معنی ہین کہ آیا نہین دیکھتے کہ کتنے ہلاک کیے ہمنے قبل انکے ہم عمر
جماعتین کہ وہ انکی طرف نہین پھر آتے ہین اور نہین ہر جماعت قریب عمر مگر جمع
کیگئی ہمارے نزدیک اور اس سے یہ ظاہر ہے کہ بعد موت کے پھر انسان
قبل قیامت دنیا مین زندہ ہوکر نہین آتا ہی اور اس سے عقیدہ تناسخ کا بطلان
بخوبی ثابت ہوگیا ہی اور بعد اس تصحیح قرآن کے جو شہادت نسبت دلائل مذکورۂ
بالا کے تھے وہ سب رفع ہوگئے ہین اور اب اسمین شبہ نہین ہے کہ یہ بخوبی
یقینی طور پر ثابت ہوگیا ہی کہ تناسخ درحقیقت کبھی وقوع مین نہین آیا پس اصل
دلیل تو یہی ہے اور باقی دلیلین اسکی مویدات جزوی ہین **ستائیسوین دلیل**
یہ ہے کہ بادی امر بھی اسکا شاہد ہی کہ کوئی نفس دوبارہ بدن سے متعلق نہین
ہوتی ہے کیونکہ جب ایک جسم جدید ہر دفعہ پیدا ہوتا ہی مع ایک روح کے
اور حالات ظاہری اس خلقت جدید کے مغائر حالات سابقہ کے ہوتی ہین
تو ظاہرا یہ روح بھی مغائر ارواح سابقہ کے ہے مسلک چہارم ان شبہات
کے بیان مین ہے جنکو اہل تناسخ اپنے مذہب کے دلائل مین سے خیال
کرتے ہین اور ازانجملہ اول دلیل یہ ہے کہ نفس انسانی ہر طرح لیاقت تدبیر و انتظام
بدن کی رکھتی ہے اور اس امر کے وہ ایسے عاشق ہین کہ باوجود انواع

انواع تکلیف کی بھی وہ مفارقت بدن کو گوارہ نہین کرتی ہے تو اب بنظر کمال
قدرت وکمال فیض صانع حکیم کے یہ ممکن نہین ہے کہ وہ ایسے جوہر قابل کامل کو
معطل رکھے پس متعلق ہونا نفس کا بذریعہ تناسخ کے ایک دوسرے بدن سے
بغرض رفع تعطل مذکور کے ضرور ہے اور اسکی نسبت اول تو یہ اعتراض
ہوسکتا ہے کہ نسبت نفس کے یہ امر لائق تسلیم نہین ہے کہ مفارقت بدن سے
اسکا تعطل لازم آتا ہے بلکہ جو علوم اسکو حاصل ہوتے ہین اور جو کمالات
بالنقصانات اسکو حاصل ہوتے ہین اور اسکے عوض مین جو حالات
اسکو پیش آتے ہین انکا اشتغال اسکے رفع تعطل کے لیے کافی ہے دوسرے
یہ کہ جو عشق نفس کو بدن کے ساتھ ہے اور جو شوق اسکو انتظام بدن کا ہوتا ہے
یہ مسلم نہین ہے کہ بعد مفارقت بدن کے بھی باقی رہتا ہے کیونکہ بعد اسکے
کہ اسپر علوم اصلی منکشف ہون ممکن ہے کہ اسکو تعلق بدن سے نفرت کلی ہوجاے
اور ایسی حالت کا عارض ہونا سعیدون کے حق مین تو اسوجہ سے زیادہ تر
قرین قیاس ہے کہ بوجہ اس لذت عیش ابدی کے جو انکو حاصل ہوتا ہے اور
نیز بوجہ فوائد موت مذکورہ بالا کے انکو ضرور ہے اسکا ہے کہ انکو نفرت کلی
حیات دنیا سے ہوجاے مثل اس غریب آدمی کے جو عالم مسافرت مین ایک
جھونپڑی مین رہتا تھا اور بڑی مشقت سے اوقات بسری کرتا تھا مگر اسکو اپنا
جھونپڑا بہت عزیز تھا اور اوسکا وہ عاشق تھا مگر جب اسکو بادشاہ نے عمدہ
محل رہنے کو خاص اسکے اصلی وطن مین عطا کردیا اور عمدہ سامان اسکی دعوت
کے اور انواع انواع نعمای ابدی اسکے لیے مہیا کرکے اس سے کہدیا کہ تو اب
اس گھر کا مالک ہے اور ہمیشہ تیرے لئے عیش مہیا ہے تو ایسی حالتین اسکو اوس
جھونپڑی سے نفرت کلی ہوجاتی ہے اور جو بڑی نفوس ہین انکو بھی حیات دنیا ویسی

پہی وجہ نفرت کا موقع ہے کہ جب انہوں نے بر وقت موت تکلیف عظیم سہی
اور بعد ازان انہوں نے عذاب کو بعوض ان اعمال قبیحہ کے معاینہ کیا اور
یہ انکو معلوم ہو گیا کہ یہ سب خرابیاں بوجہ اسی حیات دنیاوی کے غلطی سے انکے
عائد حال ہوی ہیں اور انکو یہ خوف پیدا ہو گیا کہ اگر پھر زندہ ہوں اور اُسی
قسم کے اعمال بلکہ اُنسے زیادہ خراب اعمال صادر ہوں تو اس صورت میں
خوف ہے کہ اور زیادہ مصیبت میں مبتلا ہوں تو ممکن ہے کہ انکو اس حیات
دنیا سے اس خوف کی وجہ سے نفرت ہو جای علی الخصوص اسوجہ سے کہ اب
دنیا کے بہت سی مکارہ سے تو نجات بھی ہو گئی ہے مثل اسکے کہ ایک شخص عالم
مسافرت میں تشویش کے ساتھ رہتا تھا مگر جہاں رہتا تھا وہاں ایسے لوگ بھی
رہتے تھے کہ جو ہر وقت اسکو انواع انواع کے خوف دلایا کرتی تھی اور انکی
وجہ سے اور نیز اپنی ضروریات کے لیئے اسکو بہت سی فکریں ضرور کرنی پڑتی تہیں
اور بعضے وہ ہمراہی اسکو مجبور بھی کرتی تھی اور خود حالات بھی ایسے تھے کہ جنکی
وجہ سے یہ بھی مامون نہیں رہ سکتا تھا بدون اسکے کہ بادشاہ سے بغاوت کرے
اور اسکی نافرمانی کا مرتکب ہو اور انہیں اسباب سے وہ آخر کو ایک بڑی
سخت لڑائیمیں نہایت زخمی ہو کر پکڑا گیا اور بحکم بادشاہ ایک قید خانہ میں وہ
ڈالدیا گیا یا اُنکو پھر اپنے اصلی وطن میں لیجا کے اپنے اصلی گھر میں قید کیا گیا تو
گو قید ہو گیا مگر اسکے ہمراہیوں کے ہاتھ سے جو تکلیف تھی وہ باقی نہیں رہی
اور بوجہ اپنی اور انکی فکر میں اسکو محنت کرنا پڑتی تھی اس سے بھی اسکو نجات
ہو گئی اور جو دشمنوں کا خوف تھا وہ بھی نہ رہا اور باینہمہ یہ بھی خوف تھا اسکو ہے
کہ اگر اپنے اصلی مقام پر بھیجا جاے تو اس سے زیادہ جو قبل ازیں تکلیفیں اٹھای
پیش آئیں اور ممکن ہے کہ ابکی دفعہ ایسے عتاب کا مورد ہو کہ جسکی قید میں

اب مبتلا ہی اُس سے زیادہ سخت قید آفت مین مبتلا ہو جای تو کیا امکان ہی کہ اسوقت مین
اگر بادشاہ یہ کہی بھی کہ ممکن ہی کہ تو رہا کیا جای مگر آیندہ وہی سیاہ صورت سے لیے بیٹھیں گے
تو عجب نہین ہے کہ اس شخص کو اپنی حالت سابق سے ایسی نفرت لگی ہو جاتی کہ
وہ یہ کہے کہ مجھکو اب پھر اُس حالت مین جانا منظور نہین اور جو حالت اسی قید کی ہو
اسکو پسند کرے اور اسکی نظیر ایک حد تک اُن قیدیون حال مین موجود ہے
جو نہایت مصیبت مین بسر کرتے تھے اور بوجہ بھوکھ کے چوری کرتے جب قید مین
ڈالدیے گئے اور سختی قید مین مبتلا ہوے تو بے فکری سے کہانا ملنے لگا اور اسوجہ سے
وہ اپنی قید کو ایسا پسند کرتے ہین کہ اکثر یہ دریافت ہوا ہی کہ بعد رہای وہ قصدا
مرتکب جرم ہوکر اور اقبال کرکے پھر قید خانہ مین جاتے ہین اور وہ صاف بیان
کہتے ہین کہ جو مصیبت گھر مین تھی اُس سے قید خانہ عمدہ ہی مگر اس مقام پر یہ بحث
ہوسکتی ہے کہ قرآن شریف مین تصریح اسکی موجود ہے کہ کفار بروقت عذاب جہنم
بحث کرینگے اور صاف درخواست کرینگے کہ ہم دنیا مین پھیر دیجائین اور دوبارہ
ہمکو حیات عطا ہو تو ہم اعمال صالحہ کرین اور اس سے ظاہر ہے کہ ایسی نفوس کو
ضرور تمناء دوبارہ زندگی کی رہتی ہی اور بعد مرنیکے نفرت حیات دنیا سی نہین ہوتی ہی
مگر اسکا جواب یہ ہوسکتا ہی کہ قرآن شریف سی یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ اگر وہ پھیر دیجاتے
طرف دنیا کے تب بھی وہ اعمال صالحہ نکرینگے تو گو وہ اسوقت مین ایسی تمنا کرین
مگر اس سے یہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ انکو حیات دنیا سی نفرت بوجوہ مذکور نہین ہوتی ہی
اسوجہ سے کہ اول تو یہ تمنا صاف عذاب سے بچنے کے لیے ہوتی ہی اور اسکا حاصل
یہ ہے کہ اس عذاب سی بچنے کے لیے حیات دنیا انکو گوارہ ہے پس اس سے یہ نہین
ثابت ہوتا ہی کہ قطع نظر عذاب مذکور کے بھی انکو نفرت حیات دنیا سے نہین ہوتی
دوسرے اسوجہ سے کہ جب اسوقت یہ کلام در حقیقت وعدہ صحیح پر متضمن نہین ہے جیسا

اس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اگر پھر جائین دنیا مین تو پھر اعمال نیک نہ کرینگے تو ممکن
ہی کہ یہ اظہار تمنا بھی انکا اظہار غلط ہو پس اس سے کوئی امر ثابت نہین قرار دیا
جا سکتا ہو تیسرے اسوا سطے کہ جب وہ کلام حالت اضطرار کا ہی تو اس سے کوئے
صحیح نتیجہ پیدا نہین ہو سکتا ہو چوتھے یہ کہ یہ تمنا فقط بعض اوقات مین انکی زبانی مذکور
ہے تو اس سے یہ نہین ثابت ہوتا ہی کہ ہر وقت انکو تمنا حیات دنیا کی ہوتی ہے
مگر اسمین زیادہ غور کرنیکا ضرور موقع ہے پانچوین یہ ہو کہ قرآن شریف مین مذکور ہو
کہ انا انذرناکم عذابا قریبا یوم ینظر الانسان ما قدمت یداہ ویقول الکافر
یالیتنی کنت ترابا یعنی ہمنے ڈرا دیا تمکو ایک عذاب قریب سے جس دن کہ دیکھیگا وہ
انسان اسکو جو پیش کیا ہو اسکے دونون ہاتھون نے اور کہیگا کافر کہ کاش ہوتا مین
مٹی آخر اس سے معلوم ہوتا ہو کہ اسوقت کفار کو ہر قسم کی حیات سے نفرت کلی ہو جاویگی
اور سبب اسکے وجوہ صحیح موجود ہین کہ آدمی کو نفرت حیات دنیا سی ہو جانے
تو اسکا امکان ضرور لائق تسلیم ہے دوسری بحث یہ بھی اس جگہ ہو سکتی ہو کہ بمقابلہ
عذاب آخرت کے حالت حیات دنیا کی ضرور عمدہ ہی تو اس عذاب کے مقابلہ مین
شوق حیات دنیا کا ہونا ضرور ہو اور یہ کسیطرح صحیح نہین ہی کہ بمقابلہ اس عذاب
سخت کے بھی حیات دنیا سی نفرت ممکن ہے مگر جواب اسکا یہ ہی کہ بمقابلہ اس عذاب
کے ضرور شوق حیات دنیا کا آدمی کو ہو سکتا ہی لیکن جب آدمی یہ خیال کرے کہ خوف
تکالیف دنیا کا بھی ہے اور اسکے ساتھ زیادہ خوف عذاب سخت آخرت کا لگا ہوا ہی
تو ان دونون امور مین جو تکلیف ہی اس سے ضرور آدمی کو نفرت بمقابلہ تنہا عذاب
آخرت کے ممکن ہے مگر تاہم یہ مقام لائق غور ہے دوسری دلیل جو نہایت قریب
قریب دلیل اول سے ہی یہ کہ نفس انسانی مین ضرور استعداد تعلق بدن کی ہر وقت
ہوتی اور مبداء فیاض کیجانب سے بخل ناممکن ہے تو بموجب استعداد نفس کے دوبارہ

قبض ہو کر پھر اسکا بذریعۂ تناسخ کے متعلق ہونا ایک اور بدن سے ضروری ہی اور اسکی
نسبت اول تو یہ اعتراض ممکن ہوتا ہی کہ اللہ تعالی فاعل مختار ہی اور ممکن ہے
کہ بوجہ استعداد دیگر ابدان کے اور بوجہ ضرورت اور مقتضاے مصلحت کے
خلقت نفس دیگر کے اول نفوس کو جو ایک دفعہ فیض سے بہرہ یاب ہو چکے ہیں
فیضان سے محروم رکھے دوسرے یہ کہ نفس انسانی میں جو بعد استعداد تعلق
بدن کے اس سے زیادہ اسمین استعداد تجرد اور مفارقت بدن کا ہی ممکن ہی
کہ بوجہ اس دوسرے استعداد کے مقتضاے فیض بھی ہی کہ آیندہ وہ تجرد [illegible]
مقتضاے ذاتی ہی محروم نہ رکھا جاے اور اگر یہ کہا جائیگا کہ یہ اعتراض تو قول
تجرد نفس پر مبنی ہی مگر راقم رسالہ کے نزدیک نفس انسانی جسمانی ہی تو [illegible] نہین
یہ مقدار صحیح نہین ہے کہ نفس مین استعداد تجرد کی ہی تو ہم تسلیم کرتے ہین [illegible] تجرد
وغیرہ کی بموجب الملاقات حکما کے ذکر کرتے ہین اور انھین کے اصول کے
بموجب یہ اعتراض ہمنے کیا ہی لیکن بموجب ہماری قول مختار کے تقریر اعتراض
کی یہ ہی کہ نفس انسانی کے لیے ایک اصلی جسم لطیف ہی اور ایک دوسرا جسم کثیف
ہوتا ہی جسمین تا حیات دنیا وہ سرایت کیے رہتی ہی اور اسمین استعداد اسکی بھی
بھی ہی کہ وہ بدن مین سرایت کیے رہے اور اسیکا نام تعلق بدن انسانی ہی اور
اسمین یہ بھی استعداد ہی کہ وہ بدن کثیف سے باہر آ کے اصلی بدن لطیف نورانی
کے ساتھ زندہ رہے اور اسمین شبہ نہین ہے کہ حالت اخیر اسکے لیے زیادہ
انسب ہی تو یہ زیادہ تر قرین مصلحت و حکمت ہی کہ حکیم مطلق نفس کے لیے اس
حالت انسب کو پسند کرکے اسکو دوبارہ بدن کثیف سے متعلق نہ کرے اور
درحقیقت یہ ایک عمدہ دلیل ابطال تناسخ کی متصور ہی کہ نفس انسانی کو ایک
حالت عمدہ سے پھر حالت نقصان کیطرف پھیرنا مقتضاے [illegible]

تیسری دلیل یہ ہے کہ کیفیت تکمیل نفوس کی ضرور مختلف ہوتی ہے بعض
نفوس تو اپنی مدت عمر مین کامل ہو جاتے ہین اور بعض زیادہ تر ناقص رہ جاتی
ہین اور بعض کی تکمیل ایک جزوی حد تک ہوتی ہے اور صورت ثانی اور
ثالث مین ضرور ایسے نفوس بھی ہوتے ہین کہ اگر انکو زیادہ حیات حاصل ہوتی
یا دوبارہ حیات حاصل ہوتی تو وہ بخوبی کامل ہو سکتے تو اب یہ بالکل خلاف
حکمت ہے کہ ایسے نفوس ناقصہ کو یا انکو جنکی جزوی تکمیل ہوئی ہے موقع کامل
تکمیل کا نہ دیا جاوے جبکہ انکی خلقت کی غرض اصلی بھی خاص تکمیل انکی تھی اور یہ ظاہر ہے
کہ حکیم اپنی غرض مطلوبہ کو غیر تکمیل نہین چھوڑتا ہے تو ایسی صورت مین موت آجانیکی
صورت مین دوبارہ نفس کو بذریعہ تناسخ کے موقع تکمیل کا دینا ضرور مقتضائے
حکمت اور واجب ہے اور یہ دلیل درحقیقت عمدہ دلائل سے قول تناسخ کے
[illegible] ہے مگر اسکی نسبت اول تو یہ اعتراض ممکن ہے کہ یہ ہرگز لائق تسلیم نہین ہے
کہ جو نفوس بعد ایک عمر ضایع کرنیکے بھی ناقص رہے ہین انمین آیندہ لیاقت
تکمیل کی ہو سکتی ہے بلکہ جب موت اثر ایک فعل حکیم کا ہے تو یہ لائق تسلیم ہے کہ
اُسنے یہ ضرور معلوم کر لیا ہے کہ انمین آیندہ لیاقت تکمیل کی نہین ہے ورنہ وہ ضرور
ایک مدت تک اور زندہ رکھتا دوسرے یہ کہ یہ بھی لائق تسلیم نہین ہے کہ ایسی
صورت مین غرض حکیم کی ناقص رہی ہے اسواسطیکہ غرض صرف اوسیقدر تھی
کہ ایک مدت مناسب مین مختلف اشخاص کے لئے مختلف طور پر جسقدر تکمیل ممکن ہے
اُسکی تدبیر کیجاوے نہ کہ ایسی تکمیل کی تدبیر کیجاوے جو کسیطرح ممکن نہین ہے تیسرے یہ
کہ ممکن ہے کہ باوجود امکان تکمیل زائد کے بھی حکیم اسوجہ سے انکو موقع تکمیل
آیندہ کا بطور عقاب کے نہ دے کہ انہون نے اپنی غرض خلقت کی قدر نہین کی
اور اپنی تکمیل مین صریح قصور کیا ہے چوتھی دلیل یہ ہے کہ بہت سے نفوس

ایسے ہین کہ جبتک وہ رہتے ہین ہمیشہ اعمال صالحہ کرتے رہین مگر بوجہ سرعت موت
کے وہ اپنی تکمیل کامل نہین کرسکتے ہین پس انکے حق مین تو بذریعہ تناسخ کے
موقع تکمیل کا ملنا ہرطرح مقتضای حکمت ہے مگر اسکی نسبت یہ اعتراض ہوگا
کہ ایسی صورت مین ضرورت آیندہ تکمیل کی [illegible] اسوجہ سے کہ
ایسے نفوس درحقیقت کمال ممکن الحصول حاصل کرچکے ہین اور انسے ہمیشہ
اعمال صالحہ کا صدور اسکا نتیجہ تھا [illegible] انکی
موت کی [illegible] تاثیر ہوتا ہی ثبوت کافی اسکا ہوگا کہ آیندہ ضرورت تکمیل کی
باقی نہین ہے مگر اس باب مین زیادہ تر ضرورت ہے بانحقیق دلیل یہ کہ
اکثر اشخاص نہایت کمسنی مین مرجاتے ہین اور [illegible]
امراض کی حالت مین مرجاتے ہین کہ انکو موقع تکمیل کا بالکل نہین ملتا ہے اور
یہ ظاہر ہے کہ ایسے حال مین وہ ضرور معذوری اور مجبوری کی حالت مین
رہتے ہین تو اگر انکو بدون دینے موقع تکمیل کے بوجہ انکے ناقص ہونیکی عذاب
کیا جاے تو یہ مقتضای عدل نہین ہے اور اگر بدون اعمال صالحہ و تکمیل نفس
کے ثواب دیا جاے تو اس ثواب کا عطا ہونا بلا استحقاق متصور ہوکر صریح نادرست
ہی تو ضرور ہے کہ ان نفوس کو بذریعہ تناسخ کے دوبارہ موقع تکمیل اور اعمال کا
دیکر موقع ایک استحقاق خاص حاصل کرنیکا دیا جاے مگر اسکی نسبت یہ اعتراض ممکن ہے
کہ جب حکیم کیجانب سی تاثیر بغرض اول کی موت کے ہووے تو یہ عمدہ ثبوت
اسکا ہو کہ انکو زیادہ ضرورت تکمیل کی نہ تھی اور یہ امر کہ معذب ہونگے یا مثاب
ہونگے اور مثاب ہونگے تو کسوجہ سے تو اس باب مین ظاہر انظر عدل کامل
اللہ تعالی کے صحیح امر یہ ہی کہ اگر انکا امر درحقیقت حد معذوری تک پہونچیگا اور
کوئی وجہ خاص انکے عقاب کے لیے نہوگی تو وہ ضرور مثاب ہونگے اور وہ ثواب

انکی توجہ تفصیل اور بعوض انکی محرومی صحیح دنیاوی اور بعوض انکے آلام کے عطا
ہو سکیگا یا بعوض اُن اعمال کے جو اُنسے حکیم مطلق کے علم مین ممکن تھے درصورت
رفع عذر مذکور کے لطیفہ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ امر صحیح ہے تو پھر ایسے انتصار
کے مدرک نہین اور انکے بلا تکمیل مار ڈالنے مین کیا مصلحت ہی تو انکی نسبت
اول تو یہ جواب ہی کہ اللہ تعالی کے مصالح کا دریافت کرنا کچھ ضرور نہین ہے
اور ان مصالح کا بخوبی دریافت ہونا مشکل ہے مگر جب دلیل اسپر قائم ہوئی ہی
کہ اسکے افعال ہمیشہ مصالح پر متضمن ہوتے ہین اور اسکا فعل مصالح عباد سے
خالی نہین ہوتا ہی اور بہت سے افعال مین انکے مصالح کثیرہ دریافت بھی ہوتے
ہین مثلاً خلق حیوانات و انسانون مین جب غور کیا جای تو ہر عضو کی خلقت مین
مصالح ظاہر ہین منجملہ مین مصلحت خلقت زراعت اور حرارت آفتاب مین غلہ
کے پکانے اور دنیا کے باشندون کو گرمی پہونچانیکے مصالح ظاہر ہین تو اب
اعتقاد اسکا ضرور ہی کہ اسکا کوئی فعل خالی مصلحت سے نہین ہوتا ہی گو ہمکو وہ
دریافت نہو سکے اور عدم امکان دریافت تمامی مصالح کا اسوجہ سے واجب التسلیم
ہی کہ دریافت جملہ مصالح جمیع اوقات اور جملہ اشخاص اور جملہ حالات کا موقوف ہی
جمیع حالات اور جملہ اشخاص اور جملہ حالات کے دریافت پر اور یہ صریح ہر انسان
کے لیے ناممکن ہے دوسرے یہ کہ ایسی صورت مین بہت سے مصالح بھی ظاہر ہین
اول تو انکی ایسی موت سے لوگون کو تنبیہ ہو جاتی ہے کہ موت کے لیے کوئی
وقت مقرر نہین ہے دوسرے ماں باپ کو درصورت صبر ثواب حاصل ہو سکتا ہی
تیسرے اس امر پر تنبیہ بھی اسوجہ سے ہو جاتی ہی کہ موت و حیات تاثیرات طبیعت
سے نہین ہین ورنہ وہ ہمیشہ ایک طور پر واقع ہوتین بلکہ وہ تابع ایک حکیم مطلق
مختار کے ارادہ کی ہین کہ جیسا مناسب جانتا ہی ویسا کرتا ہی چوتھے اسوجہ سے

ان لوگون پر زیادہ تر اظہار منت کا موقع حاصل ہوتا ہی جو زیادہ زندہ رہتی ہین
پانچوین یہ ہی ایسی بیوقت اور ایسے عزیزون کی موت سی اس امر کیجانب بھی تنبیہ
ہو جاتی ہے کہ دنیا کے محبوب اور عزیز ایسے ہین کہ انکے بقا کا کچھ اعتبار نہین ہے
پس انکی محبت مین زیادہ آغشتہ نہونا چاہیے بلکہ جہانتک ممکن ہو اللہ تعالی کی
محبت اور اطاعت مین سرگرم ہونا چاہیے جسکو ہمیشہ بقا ہی چھٹی یہ کہ اسطرح
وہ خود اور بہت سی لوگ بہت سی مکارہ اور مصائب دنیا سی محفوظ رہکر اکثر
بی زحمت مستحق ثواب ابدی ہو جاتی ہین نکتہ صالحہ اب اس مقام پر ممکن ہی
کہ چند بحثین آدمی کے دل مین گذرین جنمین سے ایک یہ ہی کہ جب اسطرح بلا زحمت
و تکلیف ثواب یا عقاب کا ہونا صحیح ہوا تو پھر کوئی ضرورت اسکی باقی نہین رہی
ہے کہ دنیا مین آدمی خلق کیے جائین اور مدت تک تکمیل مین کوشش کرین اور
انکو امتحانات پیش آئین اور جب ایک استحقاق ثواب یا عقاب کا حاصل کرلین
تو بعد اسکے ایک حیات ابدی مین انکا ثواب ابدی جنت یا عذاب ابدی نار
منحصر رکھا جای کیونکہ اصلح الصورت مین بظاہر یہی ہے کہ بلا زحمت اور بلا تکلیف
ابتدا ہی سے بموجب علم اللہ تعالی کے حیات ابدی حاصل کرین اور جو آدمی
علم مین مستحق ثواب ابدی بوجہ ان اعمال کے ہون جو انسے ممکن ہون انکو ثواب
ابدی جنت دیا جای اور جو مستحق عذاب ہون بوجہ اعمال ممکنہ کے انکو عذاب
ابدی کیا جای مگر قبل اسکے کہ اس باب مین کچھ کہا جای یہ لکھنا ضرور ہی کہ یہ
بحثین نہایت مشکل مباحث مین سے ہین اور انکی تحقیق اس مسئلہ کی تحقیق پر
مبنی ہے جو مسئلہ وجوب اصلح ہے پس اس مسئلہ کی نسبت جو امر حق ہی اس
مقام پر لکھنا ضرور ہی **تحقیق دقیق** مسئلہ اصلح کی حقیقت یہ ہی کہ معتزلہ
مین سے کچھ لوگ اسکے قائل ہین کہ اللہ تعالی پر اصلح فی الدین و الدنیا کا صدور

بحثین

تحقیق دقیق

واجب ہو اور یہ معتزلہ بغدادیہ کا قول ہو اور معتزلہ بصرہ اسکے قائل ہین کہ
اصلح فی الدین اللہ تعالی پر واجب ہو اور اہل سنت و جماعت اسکے قائل
ہین کہ جو اصلح بندہ کے حق مین ہو وہ کسیطرح اللہ تعالی پر واجب نہین ہے
اور مذہب حق شیعہ امامیہ مین سب نے اس باب مین اتفاق کیا ہو کہ اصلح
فی الجملہ اللہ تعالی پر واجب ہو مگر بعض علما کے قول سے معلوم ہوتا ہو کہ ہر
شخص کے لیے اسکے حق مین اللہ تعالی پر واجب ہو اور بعض اسطرف مائل ہوئی ہین
کہ جو اصلح نظام کلی کے لیے ہو وہ واجب ہوتا ہو اور ہر ہر شخص کے لیے جو اصلح ہو وہ
واجب نہین ہوتا اور محقق طوسی علیہ الرحمہ نے تجرید مین یہ فرمایا ہو کہ والاصلح
قد یجب بوجود الداعی وانتفاء الصارف یعنی اصلح کبھی واجب ہوتا ہو بوجہ وجود
داعی اور منتفی ہونے مانع کے اور اخوند مجلسی علیہ الرحمہ کا قول حدیقہ سلطانیہ مین
جناب سید العلما طاب ثراہ نے حق الیقین سے نقل کیا ہو کہ اکثر امامیہ کا اعتقاد
ہو کہ جو امر اصلح ہو خلق اور نظام عالم کے لیے اسکا کرنا اللہ تعالی پر واجب ہے
اور بعض متکلمین کا یہ قول ہو کہ فعل الہی کے لیے ضرور ہو کہ متضمن مصلحت ہو مگر اصلح
ہونا ضرور نہین اور ظاہر اخبار اس مسئلہ مین ضرور نہین ہے تمام ہوا کلام اخوند علیہ الرحمہ کا
مگر بعد دریافت ان سب امور کے یہ جاننا ضرور ہو کہ اصلح سے مراد درحقیقت یہ ہو
کہ جو ایسے مصالح پر متضمن ہو جو اسکے صدور کی مرجح ہو سکین اور ان مصالح کا تصور کئی
وجہ سے ہو سکتا ہو اول یہ کہ وہ مصالح بحسب ظاہر ہون اگرچہ درحقیقت بنظر حکمت
وہ مصالح موجود نہون اور اسکو اصلح بحسب ظاہر کہتے ہین اور یہ ظاہر ہو کہ ایسے
اصلح کا وجوب کسیطرح لائق تسلیم نہین ہو سکتا ہو کیونکہ مدار صدور فعل حکیم خبیر مطلق کا
اصلی واقعات پر ہوتا ہو نہ کہ ظاہر پر باقی جو اصلح فی الواقع ہو یعنی اسمین مصالح درحقیقت
ایسی موجود ہون جو مرجح اسکے صدور کے ہو سکین تو اسکی بھی متعدد صورتین متصور ہین

اول یہ کہ وہ اصلح علی الاطلاق ہو یعنی ہر طرح اسمین مصالح موجود ہون اور سب کے لیے
مناسب ہو اور کوئی جہت مصلحت مخالفہ کی اسکے معارض نہو اسکا وجوب
اللہ تعالی پر بنظر کمال حکمت و تفضل کے ضرور لائق تسلیم ہے اور اسمین نزاع
بالکل نا درست ہے اسواسطے کہ اس صورت مین صدور اصلح کا ہر طرح عدم صدور
پر اسکے راجح ہے اور حکیم مطلق سے ترجیح مرجوح محال ہے تو صدور اصلح جو
راجح ہے بمقابلہ اسکے عدم صدور کے جو مرجوح ہے ضرور واجب ہوگا دوسرے
یہ کہ اصلح من وجہ ہو اور اس سے مراد یہ ہے کہ بعض وجوہ سے صدور اوسکا
راجح ہو اور بعض وجوہ سے اسکا عدم صدور راجح ہو اور انمین کوئی وجہ ترجیح جانبین
کی بنظر حکمت ممکن نہین ہو اور اس صورت مین صدور اس اصلح کا ممکن نہین ہے
کیونکہ حکیم سے ترجیح بلا مرجح محال ہے تیسری صورت یہ ہے کہ باوجود اصلح من وجہ
ہونیکے اسکی جانب وجود کو ترجیح ممکن ہو مثلاً وہ اصلح ہے بہ نسبت نظام کلی کے
اور اصلح نہین ہے بہ نسبت بعض اشخاص کے تو چونکہ یہ ظاہر ہے کہ رعایت
مصالح کلیہ کی جو ان اشخاص کی اور دیگر اشخاص کی دونون کے مصالح پر مشتمل
ہین بمقابلہ مصالح جزئیہ تنہا بعض اشخاص کے ضرور راجح ہے تو ایسے اصلح کا بھی
صدور ضرور واجب ہوگا اور علی ہذا القیاس اگر وہ اصلح بہ نسبت بعض اشخاص
کے ہو اور بعض اشخاص کے لیے اصلح نہو مگر کوئی وجہ ترجیح کی ہو اس باب مین
کہ بعض اشخاص کے مصالح کی رعایت کیجای اور بعض کے مصالح کی رعایت نکیجای
اس صورت مین بھی گو اصلح من وجہ اور بہ نسبت بعض اشخاص کے ہے مگر جب وہ راجح ہے
تو صدور اسکا بوجہ استحالہ ترجیح مرجوح کے ضروری ہے اور یہی صورت ہے جب اصلح کو
بنظر حالات و اوقات لحاظ کرین پس مدار صدور اصلح کا ہر صورت مین اور ضابطہ
کلی اسکا یہ ہے کہ جس صورت مین اصلح جمیع وجوہ سے ہر طرح یا بعض وجوہ سی

بہ نظر کلی اصلح کی رعایت ہے

ہر طرح راجح ہو جائیگا تو اُسکا صدور حکیم سے ضرور ہوگا گو اصلح بہ نسبت نظام کلی کے نہو
یا بہ نسبت کسی شخص واحد کے مگر اونکا صدور شامل اُسی حالت اور شامل اُسی وقت مین
ضرور ہوگا جسکی نظر سے وہ راجح ہوا اور دوسرے وقت یا حالت مین اوسکا صدور
واجب نہوگا پس اگر مراد اصلح سے یہ لیجای کہ جو ہر طرح راجح ہو خواہ نظام کے لیے
یا ایک شخص کے لیے تو یہ قول صحیح ہوگا کہ ایسے اصلح کا صدور ہمیشہ اللہ تعالی پر بنظر
اوسکے حکمت وتفضل کے واجب ہے اور اگر اصلح سے یہ مراد ہو کہ جسمین مصالح فی الجملہ موجود
ہون تو وہ قول محقق علیہ الرحمہ کا صحیح ہے کہ اصلح کبھی واجب ہوتا ہے لیکن یہ کہنا بعض کا
کا کہ اصلح کبھی واجب نہین ہوتا ہے صحیح نا درست ہے کیونکہ یہ ہر عاقل پر ظاہر ہے
کہ وہ کوئی فعل ایسا جسمین ہر طرح مصالح ہون ترک نکرے اگر حکیم مطلق ہے تو ضرور
واجب ہوگا کہ بمقتضای اپنی حکمت کے جس کام مین ہر طرح مصالح ہون اونکو ترک
نکرے بہرحال جو کہ بیان ہوا اُس سے واضح ہو گیا ہے کہ اصلح کی کیفیت مختلف ہوتی ہے
پس کوئی اصلح ہوتا ہے نظام کلی کے لیے اور ہر شخص کے لیے اصلح نہین ہوتا ہے اور کوئی
اصلح ہوتا ہے خاص بعض اشخاص کے لیے اور نہین اصلح ہوتا ہے بعض دیگر اشخاص کے
حقمین اور پھر کبھی ایک امر اصلح ہوتا ہے ایک وقت خاص مین اور نہین اصلح ہوتا ہے
دوسرے وقت مین پھر ایک امر اصلح ہوتا ہے بعض حالتمین اور اصلح نہین ہوتا ہے
دوسری حالت مین اور ان سب صورتون مین مدار اصلح کے وجوب یا عدم وجوب کا
خاص اوسکی حالت واقعی پر ہوتا ہے نہ کہ ظاہر پر جسکو کوئی شخص اصلح سمجھی اور چونکہ اس
امر کا علم سوای اللہ تعالی کے کسیکو جیسا ہمنے پہلے اشارہ کیا ہے دشوار ہے کہ بنظر تمامی حالات
اور بنظر تمامی اشخاص و بنظر تمامی اوقات کیا امر اصلح ہے تو مراد وجوب اصلح سے یہ ہے
کہ جو امر اللہ تعالی کے علم مین بنظر حالات واقعی کے اصلح ہوتا ہے اُسکا وقوع اسیطرح جسطرح
وہ اصلح ہے واجب ہوتا ہے بنظر اُسکی کمال حکمت وتفضل کے اور جب یہ سب دریافت ہو چکا

تو اب جواب بحث مذکور کا یہ ہو کہ جب کیفیت اصلح کی مختلف ہوئی تو اب یہ تفاوت ہو
کہ جن لوگون کو اللہ تعالی خلق کرتا ہو اور انکو موقع ضروری تکمیل کا دیتا ہو اور پھر
انکو بعد انکے کہ وہ حسب استحقاق ثواب یا عقاب کا حاصل کر لیتے ہین حیات ابدی
دیکر ثواب زیادی دیتا ہو انکے حقمین ضرور یہی امر اصلح ہوتا ہو کیونکہ اس صورت مین
گو اصلی ثواب و عقاب دائمی کی بنا خدا تفضیل پر ہو مگر وہ اسکو ایک حصہ صحیح
اور ایک استحقاق ظاہری کی بناپر حاصل کرتے ہین اور یہ انکے لیے ضرور اصلح ہو
اور علاوہ ازین اس امر کا ہونا ثبوت اسکا ہو جاتا ہو کہ عادت اللہ تعالی کے عطا
اور تفضل کا بھی دراصل عدل پر ہی تو اسطرح اسکا ہونا انکی حقمین بھی اصلح استعداد
ہی جنکو ویسا موقع تحصیل کیے استحقاق ظاہری کا نہین ملتا ہو مگر بنظر عدل اور
تفضل اللہ تعالی کے انکو ثواب عطا ہوتا ہو کیونکہ وہی امر اول سند اسکا بھی
ہوتا ہو کہ اگر وہ بحقیقت علم اللہ تعالی مین استحقاق اس تفضیل کا نہوتا تو ممکن نہ تھا
کہ ایسا تفضل انکے حقمین ظہور مین آتا باقی ان اشخاص کے حقمین اول صورت کا ہونا
اور موقع تکمیل کا نہ دینا بھی بسبب بعض دیگر وجوہ سے اصلح تھا جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہو تو
اس وجہ سے انکی حقمین یہ امر ظہور مین آتا ہو چھٹی دلیل یہ کہ قبل ازین بہت سی
انسان مسخ ہو گئے بوجہ عذاب کے اور قرآن مین اسکی خبر دی ہو اور فرمایا ہو ولقد
علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین یعنی اور
ہر آئینہ جانا تمنے ان لوگون کو جنہون نے زیادتی کی تم مین سے ہفتہ کے دن مین کہا
ہم نے انکو ہوجاؤ تم بندر ذلیل اسکی اور اسکی وجہ مختصر یہ منقول ہو کہ ایک قوم کو
حکم ہوا تھا کہ ہفتہ کے دن وہ مچھلیون کا شکار نکرین اور باقی ایام ہفتہ مین شکار کرین
اور یہ واقع ہوتا تھا کہ مچھلیان ہر روز تہ دریا مین چھپی رہتی تھین اور خاص ہفتہ کے
دن نکل کے دریا مین بکثرت پیرا کرتی تھین اور اسوجہ سے ان لوگون کو سقام

باقی نہ رہا ہفتہ کے روز انھون نے متصل دریا گڑھے بنائی اور پانی انمین
کاٹ کے لیگئے اور جب انمین وہ مچھلیان آکے جمع ہوگئین تو انکے دریا کی
جانیکے راہ کردی اور اتوار کے دن یا بعد ازان شکار مچھلیون کا ان لوگون نے
کیا اور اسوجہ سے انپر عذاب نازل ہوا کہ بحکم خدا وہ سب بندر ہوگئے اور یہ
بھی پارہ سیقول قرآن شریف مین ہے الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم وھم
الوف من حذر الموت فقال لہم اللہ موتوا ثم احیاہم یعنی آیا نہین دیکھا تو نے
طرف ان لوگون کے جو نکلے اپنے گھرون سے اور وہ ہزارون تھے بسبب خوف موت
کے پس کہا اللہ نے انسے کہ مرجاؤ تم بعد ازان زندہ کیا اللہ نے انکو اور اسمین
یہ قصہ صریحا مذکور ہے کہ ایک دفعہ ہزارون آدمی بوجہ خوف موت کے اپنی گھرون سے
نکلے تھے اور بحکم خدا وہ سب مرگئے تھے اور بعد مدت کے جب ایک پیغمبر کا جو
نام حضرت حزقیل تھے وہان گذر ہوا تو انکی دعا سے وہ سب زندہ ہوگئے اور
پارہ تلک الرسل مین یہ قصہ حضرت عزیر پیغمبر کا منقول ہے اوکالذی مر علی قریۃ
وھی خاویۃ علی عروشہا قال انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتہا فاماتہ اللہ مائۃ
عام ثم بعثہ یعنی یا مثل اس شخص کے جو گذرا ایک قریہ کے پاس جو خالی پڑا تھا
اپنی چھتون پر کہا اس نے کب زندہ کریگا اسکو اللہ بعد اسکی موت کے پس مار ڈالا
اسکو اللہ تعالی نے سو برس کے لیے بعد ازان اٹھایا اسکو اور اس سے ثابت ہے
کہ حضرت عزیر بعد موت کے پھر زندہ کیے گئے سو برس کے بعد اور بہت سے
مردون اور پیغمبرون اور امامون نے بحکم خدا زندہ کیا بعد اسکے کہ وہ مرگئے تھے
اور بعض صور تو نہین بعد ایک مدت کے انکی موت سے اور کتب شیعہ مین جو
یہ عقیدہ رجعت کا مذکور ہے کہ آخر زمانہ مین حضرت رسول اللہ اور ائمہ ہدا اور
بہت سے مومنین کاملین اور بہت سے بڑے بڑے گنہگار زندہ ہوکر پھر دنیا مین

آوینگے اور علاوہ ازین خود عقیدہ حشر و نشر جو متفق علیہ معظم اہل اسلام کا ہی
اور اکثر ادیان کا اسپر اتفاق ہی اور اُسمین دوبارہ آدمی بعد مرنیکے زندہ کیا
جاتا ہی تو یہ سب صورتین بسبب وقوع تناسخ کے ہین مگر اسکی نسبت اعتراض
صحیح وارد ہوتا ہی کہ ان صورتون مین روحین اپنی ابدان سابقہ سی متعلق رہتی ہین
یا بعد موت کے پھر اپنے اپنے ابدان سابقہ سی متعلق ہوکے زندہ ہوتے ہین بدن
یا روح مین تبدل و تغیر نہین ہوتا ہی پس یہ کوی صورت تناسخ کی نہین ہے
اسوا اسکے کہ تناسخ تو اسکا نام ہی کہ ایک روح ایک بدن کو چھوڑکر دوسری بدن سے
متعلق ہو اور جو لوگ اسکے قائل ہین کہ اللہ تعالی بعد موت کے بروقت
حشر کے روحون کو ابدان مماثل ابدان سابقہ مین محشور کریگا اور جو بعض احادیث
مین وارد ہی کہ بعد مرنے کے روحون کو ابدان لطیفہ مماثل ابدان دنیا عطا
ہوتے ہین انکی نسبت بھی یہ نہین کہا جاسکتا ہی کہ یہ صورت تناسخ کی ہی کیونکہ
تناسخ نام اسکا ہی کہ روحین دوسری اجسام کثیفہ مین متعلق ہوکے دنیا مین پھر آئین
اور مثل سابق کے پھر پیدا ہون بچے ہون بڑے ہون جوان ہون اور بوڑھے ہون
نہ یہ کہ دنیا سی علیحدہ اجسام لطیفہ کاملہ مین رہین یا ایک دوسری عالم مین انکو
اجسام مماثل عطا ہون ساتوین دلیل یہ ہی کہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہین
کہ حالات افراد انسان اور انکے نفوس کی کیفیات اور اعمال اور انکی نتائج
کامیابی اور ناکامی مین بڑا فرق بین ملاحظہ کیا جاتا ہی مثلا بعض اشخاص ہمیشہ
اعمال کرتے ہین اور نیک نفس بھی ہوتے ہین مگر وہ ہمیشہ کامیابی دنیا سی
محروم رہتے ہین اور برخلاف انکی بعض اشخاص ایسے ہوتے ہین کہ وہ ہمیشہ
بد اعمالیان کیا کرتے ہین مگر وہ ہر طرح کامیاب ہوتے رہتے ہین اور چونکہ یہ
ناکامی اور کامیابی ضرور بتقدیر الٰہی ہی تو اسکے لیے کوی وجہ صحیح مناسب قبول

ہونی ضرور ہے اور اسکی وجہ سوای اسکے کوی ممکن نہین ہے کہ جسنے اعمال صالحہ و
نیک اپنی حیات سابقہ مین کیے ہین اب وہ ہمیشہ کامیاب رہتا ہے اور جسنے
اعمال قبیحہ پہلی حیات مین کیے ہین اسکی وجہ سے اب وہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے پس
اسطرح تناسخ کا تسلیم کرنا ضرور ہے لیکن یہ دلیل اول تو اسوجہ سے درست نہین ہے
کہ یہ کامیابی و ناکامی دنیا کسیطرح بوجہ خوبی یا بدی اعمال کے متصور نہین ہو سکتی ہے
کیونکہ جو اچھے لوگ ہوتے ہین اکثر وہی دنیا مین ناکام رہتے ہین دوسرے یہ کہ جب
امور دنیا مین تاثیرات قدرتی کے ساتھ تاثیرات انسانی اور تاثیرات شیاطین اور
دیگر اجسام کے بھی موجود ہین تو اب ضرور نہین ہے کہ کامیابی یا ناکامی دنیا کی لیے
کوئی وجہ صحیح ہو سکے یہ کہ یعنی اس امر کے کہ سب امور دنیا کی بموجب تقدیر الہی
ظہور مین آتے ہین یہ نہین ہین کہ یہ جملہ امور خاص بتاثیرات قدرت الہی ظہور مین
آتے ہین کیونکہ یہ صریح غلط ہے جیسا قبل ازین مذکور ہوا ہے بلکہ اس سے مراد ضرور
یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم ازلی مین یہ امر گذرا ہے کہ اس اس قسم کے امور دنیا مین
واقع ہونگے کچھ بتاثیرات قدرت الہی اور کچھ بموجب تاثیرات ملائکہ اور کچھ بتاثیرات
اجسام اور کچھ بتاثیرات حیوانات اور کچھ بتاثیرات انسانون کے اور کچھ بتاثیرات
شیاطین کے پس سوای تاثیرات قدرتی کے اور امور کے لیے کچھ ضرور نہین ہے
کہ کوئی وجہ صحیح ہو سکتی ہے کہ کامیابی دنیا کو خواہ مخواہ ایسا عمدہ سمجھنا کہ وہ عوض
اعمال صالحہ کا ہو سکے اور برخلاف اسکے ناکامی دنیا کو ایسا خراب اور ناقص
خیال کرنا کہ وہ عوض اور سزا اعمال بد کی ہو سکے ایک بڑی غلطی عظیم ہے اسواسطے کہ
علاوہ اسکے کہ بہت سی آیات اور احادیث سے برخلاف اسکے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ کامیابی یا ناکامی دنیا کچھ لائق لحاظ نہین ہے بلکہ اکثر ناکامی دنیا عمدہ ہوتی ہے
اور فوائد پر متضمن ہوتی ہے یہ امر صریح ظاہر بھی ہے کہ اکثر ناکامی دنیا کی ساتھ

ایسی ہوس مہیا ہوتے ہین اور اکثر ایسی فوائد عظیمہ متضمن ہوتی ہے اور برخلاف اسکی
کامیابی دنیا اکثر ایسی مکارہ پر مشتمل ہوتی ہے اور اسکی وجہ سی خراب نتائج لاحق
حال ہوتے ہین کہ جو انکو بخوبی بنظر تعمق دریافت کرے وہ ضرور اسکا قائل ہوگا
کہ اسکی کوئی وجہ صحیح نہین ہے کہ ناکامی دنیا بمقابلہ کامیابی دنیا کے عمدہ سمجھی
جاوے بلکہ اصل حقیقت آدمی خیال کرے تو وہ ضرور اسکا اعتقاد کریگا کہ کامیابی
دنیا سی ناکامی دنیا بمراتب بہتر ہے مگر یہ مقام درحقیقت زیادہ غور کامل کا
محتاج ہے پانچوین یہ کہ اگرچہ کامیابی اور ناکامی دنیا کی کیفیت زیادہ تر با قاعدہ
ہو مگر جب دنیا عالم اسباب ہوا ہے ہر ناکامی یا کامیابی کے لیے ضرور ایک علت
اور سبب ظاہری موجود ہوتا ہے تو اب یہ خیال بھی درحقیقت نادرست ہے کہ علت
ناکامی یا کامیابی دنیا کی وہ اسباب ظاہری نہین ہین بلکہ ضرور اس کے ایک
اور علت غیر ظاہری ہے اور وہ تناسخ ہے اس سے تو بہتر قول ان لوگون کا ہے
جو اسکے لیے کوئی علت غیر ظاہری خیال کرتے ہین مگر وہ کہتی ہین کہ اسکا باعث
حقیقی وہی مشیت ایزدی ہے چھٹی یہ کہ جو ادنی غور کرے وہ دریافت کر سکتا ہے
کہ ناکامی دنیا تو ضرور حصہ اچھی لوگونکا ہو جاتا ہے اور کامیابی دنیا تو ضرور حصہ
خراب اور چالاک اشخاص کا ہونا چاہتی اور اسکے چند وجوہ ظاہری نہایت
صاف و ظاہر ہین جنمین سے اول یہ ہے کہ یہ تمام عقلا کا مسلم امر ہے کہ مدار کمالات
انسانی اور خوبی کا زیادہ تر علوم و معارف اور حکم کے تحصیل پر ہے اور یہ ظاہر ہے
کہ انکے تحصیل کے لیے ایک مدت دراز اسطرح صرف کرنیکی ضرورت ہے کہ اس
زمانہ مین دیگر ہر قسم کے اشتغال دنیا سی علیحدگی حاصل کیجاوی اور برخلاف اسکی
مدار کامیابی دنیا کا اسپر ہے کہ آدمی بہت سی اشتغال اور افکار دنیا مین ایک
مدت عمر صرف کرے تو اب اس جگہ پر بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ راہ تحصیل کمالات

انسانی اور خوبی انسانی کی بالکل مخالف راہ کامیابی دنیا کی ہے اور انھین فرق
مشرق و مغرب کا ہو اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو اچھی لوگ ہین وہ ضرور اسطرف
مائل ہوتے ہین کہ کمالات انسانی حاصل کرین اور جب اسطرح وہ کمالات انسانی
کی تحصیل پر کمر باندہینگی تو ضرور وہ اشغال کامیابی دنیا سی محروم رہینگی پس ناکامی
دنیا ضرور انکا حصہ ہوگا اور برخلاف اسکے جو خراب اور چالاک اشخاص ہین
وہ ضرور بوجہ ہوس دنیا مختلف اشغال دنیا مین ایک مدت عمر صرف کرینگے تو
گو وہ کمالات کے تحصیل سے ضرور ناکام رہینگے مگر کامیابی دنیا سی بطور نتائج اپنی
اشغال کے ضرور وہ کامیاب ہو جائینگے پس کامیابی دنیا کی وجہ صحیح تو وہی غلطی ہو
جو آدمی کو کمالات سی محرومی کا باعث ہوتی ہے اور ناکامی دنیا کی بھی یہی وجہ صحیح ہو
کہ اکثر تحصیل کمالات کی فکر اسکا باعث ہوسکتی ہو دوسرے یہ کہ جب بموجب قصہ بیچ
بالا اکثر چالاک اور خراب لوگ دنیا مین کامیاب ہوے تو اسوجہ سی بھی اکثر خراب
اور چالاک ادمی کامیاب ہوسکینگی کیونکہ ایسی لوگون کو زیادہ مدد اپنے ہمجنسونسی
مل سکینگی اور اچھی لوگ ضرور ناکام رہینگے کیونکہ بوجہ عدم مجانست انکو ان کامیاب
اہل دنیا سی مدد ضرور نہین مل سکیگی آٹھوین دلیل یہ ہو کہ بعض اشخاص یہ خیال
کرتے ہین کہ بعض حیوانات مین بعض صفات انسانی پائی جاتی ہین جو شاہد اسکی ہین
کہ ضرور نفس انسانی بذریعہ تناسخ کے ایسے حیوانات کے ابدان سے متعلق ہوتی ہو
مثلاً شہد کی مکھی کے گروہ مین ایک رئیس مقرر ہوتا ہو جسکی تعظیم سب کرتے ہین
اور وہ بڑی ہمدردی سے اپنے ہمجنسون کی حمایت کرتے ہین اور بڑے عمدہ صنعت
سی شیرہ شہد کا طیار کرتی ہین بعض جانور مثل بئے وغیرہ کے نہایت عمدہ صنعت سی
اپنے رہنے کا گھر بناتے ہین دیکھو ریشم کے کیڑے کیسی خوبی سی ریشم کو طیار کرتے ہین
اور اونٹ بہت خوشی سی راگ کو مثل انسانون کے سنتا ہو اور محو ہو جاتا ہے

سانپ بھی نہایت میلان کے ساتھ راگ کو سنتا ہی کبوتر کیسی تدبیر سی طریقہ جفت خاطر
زن و شوہر کو انجام دیتی ہین اور عموماً طیور کیسی خوبی سی اپنی بچون کو دانہ کھلاتی ہین
خصوصاً صبح خانگی کا حال اسمین لائق مشاہدہ ہی اور شیرین کیسا کمر اور دماغ ریاست
مثل انسان کے پایا جاتا ہی اچھی گھوڑونمین اپنے مالک کی رفاقت اور اطاعت کامل
اور نمک حلالی کی صفت مثل عمدہ انسانونکی مشاہدہ ہوتی ہے کتونمین بھی بیدار
اور اپنی مالک کی رفاقت اور پاس نمک کی صفت مثل انسانون کے پائیجاتی ہی اور
خرگوش مین نامردی مشابہ انسان بزدل کے پائیجاتی ہی اور روباہ مین مکاری اور
غداری غدار انسانون کی موجود ہی بندرونمین اکثر حرکتین مجنون اور بدمزاج اور
مسخری انسانون کی مشاہدہ کیجاتی ہین اور ریچھ کے افعال مین بیہودہ مردون کی مشابہت
ہی اور طاؤس مین انسان خود آرا اور معجب اور رقاص کی مشابہت فعلی موجود ہی
ہاتھی کیسی اطاعت انسانیت کے ساتھ اپنے ہانکنے والے کی مثل انسان کے کرتا ہی
اور اکثر طیور کو نغمہ سرائی مین گویون سی مشابہت تامہ ہی فاختہ مین کیسا مثل
صوفیون کے دم بھرنیکا مشغلہ موجود ہی مگر اسکی نسبت یہ اعتراض صحیح وارد ہوتا ہی
کہ ان صفات کا صفات خاصہ انسانی یا نفس انسانی ہونا ثابت یہ مسلم نہین ہی ان صفات
کی وجہ سی یہ ضرور ثابت ہوتا ہی کہ ان حیوانات سی ضرور نفس انسانی متعلق ہوا ہی
فقط اسقدر امر ضرور ثابت ہوتا ہی کہ بعض صفات مین انسان اور دیگر انواع حیوانات
باہم شرکت رکھتی ہین مگر یہ امور تو درحقیقت مختلف حکمت و صنعتہای صانع حکیم مطلق
کے آثار مین اور اسنی اپنی کمال حکمت سی مختلف حیوانات کے نفوس حیوانی کو بنظر
مختلف مصالح کے مختلف افعال کیطرف مائل خلق کیا ہی اور اس سے تناسخ کا اثبات
کسیطرح ممکن نہین ہے نوبت ۹ دلیل یہ ہی کہ بعض اشخاص آیہ کریمہ وما من دابة
فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم سی جسکی ظاہری معنی یہ ہین

کہ اور نہین ہی کوی دابہ بیچ زمین کے اور نہ طائر جو اڑتا ہی ساتھ اپنے دونون بازوونکے
مگر چند گروہ مثل تمہاری انتہی تقریرہ کے ساتھ تناسخ پر استدلال کرتے ہین کہ اس
آیہ کے معنی یہ ہین کہ یہ سب بھی ایسے گروہ ہین جو مثل تمہاری خلق اور معیشت
وغیرہ صناعات وعلوم مین تھی مگر انکے نفوس منتقل ہوے ہین صورت انسانیہ
سی طرف اُن صورتون کے مگر یہ صریح بے اصل ہی کیونکہ آیہ مین فقط اسقدر
مذکور ہی کہ یہ دواب و طیور بھی تمہارے مثل مختلف گروہون پر مشتمل ہین اور وہ
مثل تمہاری مصنوع ایک حکیم مطلق کے ہین یا آنکہ انکی خلقت بھی مثل تمہاری
خلقت کے عمدہ صنائع حکیمیہ پر مشتمل ہے اور بعض معاصرین نے بعد ذکر آیہ مذکورہ
ومامن دابة الخ اور بعض آیات مسخ کے یہ لکھا ہی کہ جواب ایسی آیات واحادیث
مسخ کا چند وجوہ سی دیا گیا ہی جنمین سے ایک وہ قول علامہ شیرازی کا ہی جو اپنی
حکمت اشراق مین انہون نے لکھا ہی کہ یہ آیات وغیرہ رموز نبویہ سی ہین اور اسرار
الہیہ سی ہین اور اسکے محامل کتب تفسیر مین مذکور ہین اور وہ حجت اہل تناسخ کے
لئی نہین ہو سکتی ہین اور حاصل اس جواب کا درحقیقت انہین جوابات کیطرف
رجوع کرتا ہی جو قبل ازین ہم ذکر کر چکے ہین اور منجملہ انکی یہ قول شارح مقاصد کا بھی
ذکر کیا ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ آیات واحادیث مسخ سی استدلال تناسخ پر درست
نہین ہے کیونکہ تناسخ جسمین نزاع ہے وہ یہ ہی کہ نفوس انسانی بعد مفارقت ابدانکے
دنیا مین دوسری ابدان سی تدبیر اور تصرف اور اکتساب کے لیے متعلق ہون نہ
یہ کہ انکی اصلی ابدان کی صورت بدل جای جیسا مسخ مین ہوتا ہی یا انکے اجزاء اصلیہ
انکے بعد تفرق جمع کرکے انہین اجزا سی پھر انکے ارواح متعلق ہون جیسا معاد
کی صورت مین ہوتا ہی بموجب توہم بعض اہل تناسخ کے اور اسیوجہ سی انہون
نے کہا ہی کہ کوی مذہب نہین ہے مگر اسمین تناسخ کے لیے قدم راسخ ہے اور

یہ ظاہر ہی کہ حاصل اس جواب کا وہی ہے جو ہم قبل ازین ذکر کر چکے ہین اور انہین
بعض معاصرین نے بعد نقل جواب مذکورہ بالا یہ کہا ہی کہ تو جانتا ہی کہ تبدل صور
ابدان کا مستلزم ہی تبدل ابدان مذکورہ کو یقیناً اسواسطے کہ تمام و کمال ہر شئی کا
ساتھ اُسکی صورت کے ہوتا ہی نہ بسبب اسکی مادہ کے اور حیثیت کہ تبدل
ہو گئی ابدان تو نہین چارہ ہی تناسخ سی مگر جواب اسکا اول تو یہ ظاہر ہی کہ مدار
اس کلام کا خاص اس قول مشائین پر ہی کہ جسم مرکب ہی ہیولی اور صورت سے
اور صورت بھی جزو جسم و بدن ہی مگر اسکی ثبوت مین ضرور جای بحث و کلام ہی دوسرے
یہ کہ حاصل جواب شارح مقاصد کا یہ ہی کہ مراد تناسخ کی جسمین نزاع ہی یہ ہی کہ بدن
بالکل بمادہ و صورت بدلجاین اور یہ ظاہر ہے کہ مسخ یا معاد کی حالت مین واقع
نہین ہوتا ہی کیونکہ اصل مادہ تو وہی باقی رہتا ہی پس تناسخ کا ہونا اس صورت
مین لازم نہین آتا ہی بعد ازان انہین بعض معاصرین نے یہ لکھا ہی کہ بعض وجوہ
جواب اہل تناسخ سی وہ ہی جو صدر شیرازی نے اپنی تصانیف مین مثل اسفار و
حواشی حکمۃ اشراق کے لکھا ہی کہ جو آیات مسخ پر دلالت کرتے ہین وہ حشر اور معاد پر
محمول ہین مگر مین بکمال ادب اس کی نسبت یہ لکھنا چاہتا ہون کہ یہ تاویل
نہایت بعید تاویل ہی اور صریح مخالف روایات معتبرہ کے ہی جنمین صاف مقرر ہی کہ مسخ
خاص دنیا مین وقوع مین آچکا ہی اور اسکی کوی ضرورت بھی نہین ہی کیونکہ جواب
منافی استدلال اہل تناسخ کا جوابات صورت مسخ و معاد سی متعلق تھا جو قبل ازین
مذکور ہو چکا ہی دسوین دلیل یہ ہی کہ یہ دنیا عالم کون و فساد ہی اور اسمین ہمیشہ
ایسا ہوا کرتا ہی کہ پانی ہوا ہو جاتا ہی اور ہوا پانی ہو جاتی ہی اجزا مٹی کے نبات ہو جاتے
ہین اور نبات کو جب حیوان کہاتا ہی تو اب جسم نباتی کو حیات حیوانی حاصل ہو جاتی ہی
اور وہ جاندار اور مدرک جسم ہو جاتا ہی پھر گوشت حیوان کا جب انسان کہاتا ہی

تو وہ جسم حیوانی جسم حیوانی ہو جاتا ہی اور اسیطرح وہی جسم حیوان ناطق کا جز ہو جاتا ہی
تو اس صورت مین یہ ظاہر ہی کہ بدن انسانی کو بعد موت کے ایک جزوی حیات
انسانی حاصل ہوتی ہی تو اب ثابت ہوا کہ جسم حیوان مین لیاقت قبول حیات
انسانی کی ہے اور نفس انسانی مین ضرور لیاقت تعلق بدن حیوانی اور نباتی کی ہی
اور علاوہ ازین جب انسان مرجاتا ہی اسکی اجزا مٹی ہو جاتی ہین گیارھوین دلیل
یہ ہی کہ بنظر حالات خلق انسان ظاہر ہے کہ روح انسانی بھی مثل جسم کے اوسی
نطفہ کے مادہ سی حادث ہوتی ہی پس ضرور ایک جزو مادہ روحانی باپ کا مٹی
کی مادہ خلقت کے ساتھ منفصل ہوتا ہی اور اسپر شاہدہ مشابہت ہی جو اکثر امور
مین درمیان باپ اور بیٹی کے ہوتی ہی تو اسطرح پر یہ لائق تسلیم ہی کہ ایک جز روح
پدری کا بیٹی کے جسم سی متعلق ہوا ہی اور اس سے ایک قسم کا تناسخ کا ثبوت ہوتا ہی
مگر یہ لائق تسلیم نہین ہے کہ کوی جزو روح کا ہوتا ہی اور بعد اجزا غیر ہے کل کا تو ضرور روح
بیٹے غیر ہے روح باپ کے پس تناسخ ثابت نہین ہوتا ہی بارھوین دلیل بھی
اختلافات قومی اور خاندانی حالات مین مشاہد ہین کبھی کسی قوم کے خاندان مین
علوم و حکم کی کثرت ہوتی ہی اور حکما اور شجاع اور اولوالعزم لوگ پیدا ہوتی ہین
اور برخلاف اسکے پھر کسی زمانہ مین دوسری قوم یا خاندان مین اس قسم کی لوگ
پیدا ہوتے ہین اور قوم یا خاندان اول مین برخلاف اسکے وقوع مین آتا ہے
پس یہ مشاہدہ ہی کہ ارواح ایک قوم یا خاندان کی دوسری قوم یا خاندان مین بذریعہ
تناسخ منتقل ہوتے ہین مگر یہ ظاہر ہے کہ یہ سب محض شبہ ہی اور بظاہر یہ سب
امور اثر انتظام حکیمانہ حکیم مطلق کے ہین اور بذریعہ نفوس جدیدہ کے ان امور کا
ظہور بہر حال ضرور واجب التسلیم ہی **لطیفہ مناسبہ** بعض احادیث
کتاب السماء و بحار العالم سی ثابت ہوتا ہی کہ جو حیوانات اب مسوخات کہلاتی ہین

وہ نسل سی اون انسانون کے نہین ہین جو بوجہ عذاب کے مسخ ہوگئی تھی وہ لوگ
تو تین ہی دن کے عرصہ مین سب کے سب مر گئے تھے اور یہ جانور انہین اشکال
ممسوخہ پر خلق ہوی ہین اور صرف بوجہ مشابہت کی مسوخات کہلاتی ہین **نکتہ مناسب مقام** اس مقام مین بحث کی گئی ہو کہ جو لوگ بوجہ عذاب مسخ
ہوگئی تھے آیا وہ انسان باقی رہے تھے یا نہین پس جو لوگ انسان آسی نفس مجرد
انسانی کو سمجھتی ہین اُنکی قول کے بموجب تو وہ ضرور بدستور انسان باقی رہی تھے
کیونکہ جو تغیر ہوا تھا وہ صرف بدن مین ہوا تھا اور نفس مین کچھ تغیر نہین ہوا تھا
مگر جو لوگ اسکے قائل ہین کہ انسان وہی بنیہ بدن ہے اوس روح کے = ہی جو
اسمین ساری ہے یا انسان وہی بدن ہے اس حیثیت سی کہ اسکی ساتھ ایک
روح یعنی نفس مجرد متعلق ہو اُنکی اقوال کی بموجب درحقیقت انسان باقی نہین رہی تھے
بلکہ ضرور حیوان ہوگئی تھے مگر اسمین کوی مضائقہ نہین ہو جسطرح ہوا پانی ہو جاتی ہو
یا پانی ہوا ہو جاتا ہو اسیطرح ممکن ہے کہ بحکم خدا انسان حیوان ہو جاوی یا بحکم خدا
حیوان انسان ہو جاوی لیکن علی العموم حکما انسان کی حقیقت مین حیوان ناطق
ذکر کرتے ہین اور اس صورت مین اگر کوی اسکا قائل ہو کہ مدار انسانیت کا ایک
بنیہ خاص بدن پر نہین ہے بلکہ خاص مدار اسکا حیوانیت اور تعلق نفس مجرد پر ہو
تو اس صورت مین یہ لازم آیگا کہ وہ انسان باقی رہے تھے کیونکہ گو بدن خاص
بدلگیا تھا مگر با اینہمہ وہ حیوان باقی رہی تھی اور اُنسی بدستور ایک نفس مجرد متعلق تھا
اب مین یہ لکھنا ضرور چاہتا ہون کہ بعض معاصرین نے منجملہ دلائل اہل تناسخ کے
جو دلائل ذکر کئے ہین اُنمین سے ایک یہ بھی دلیل ہے کہ تعطل وجود مین نہین ہے
اور اگر نہ متعلق ہو نفس بعد مفارقت کے تو تعطل نفس کا لازم آیگا اور جواب
اسکا مع مقدمین دیا ہو مگر یہ دلیل درحقیقت بعض انہین دلائل کیطرف رجوع

ریٰ ام متفق علیہ
یقین تناسخ اور تبطلین
ع کا ہو کہ روح انسانی
سا جوہر ہو جو فساد کو
ول نہین کرتا ہو تو
س اسکا اجسام
کورہ پر صریح نادرست
اور علی ہذا القیاس
یشم کا کہ روا جو تسلی
ہوتا ہے اوس کی
ید خیال تناسخ کی
ن نہین ہو جبکہ یہا
ن اور روح کچھ نہین
لتی ہو بلکہ صرف
ن کیصورت بدل
تی ہے ١٢

کرتی ہے جسکو ہم قبل ازین ذکر کر کے اُسکا جواب بھی بکمال صراحت دیچکی ہین
دوسری یہ دلیل بھی نقل کی ہے کہ شان نفوس سے استکمال ہے اور استکمال
بی تعلق بدن کے ممکن نہین ہے اور اسکی نسبت یہ کلام کیا ہے کہ ہم نہین تسلیم
کرتے ہین کہ استکمال نفس کا ہمیشہ جبتک نفس باقی رہے باقی رہتا ہے اور اگر
یہ تسلیم کیا جاوی تو اگر مراد تعلق سے یہ ہو کہ تعلق تدبیر اور تصرف کا بعد اُسکی
مفارقت بدن کے ضرور ہے تو ایسی تعلق کا ضرور ہونا ممنوع ہے اور اگر اُس سے
اعم مراد ہو یعنی مطلق تعلق کسیطرح کا خواہ بطور تعلق تدبیر و تصرف ہو یا کسی طرح کا
تعلق جو تعلق تدبیر و تصرف کا نہو تو اُس سے تناسخ کسیطرح ثابت نہوگا کیونکہ تناسخ
عبارت ہے خاص تعلق نفس سے ساتھ دوسرے بدن کے بتعلق تدبیر و تصرف کے
تمام ہوا کلام اُنکا اور صاحب تحفہ نے لکھا ہے کہ بعض لوگ آیہ کریمہ کلما نضجت جلودہم
بدلناہم جلودا غیرہا سے جسکے معنی یہ ہین کہ جب جُہلس جاتی ہین جلدین اُنکی
تو بدلتی ہین ہم اُنکی جلدون کو اور جلدون سی استدلال تناسخ پر کرتے ہین اور
ظاہر استدلال اُن لوگونکا جسکا صاحب تحفہ نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ اس آیہ سی مراد
اُنکی دانست مین یہ ہے کہ جب ابدان لائق تصرف اور فیضان نفوس کے نہین رہتی ہین
تو وہ دوسری ابدان سی بدلدیجاتی ہین مگر یہ ظاہر ہے کہ یہ صریح غلطی اُن لوگونکی ہے کیونکہ
یہ امر درحقیقت صاحب تحفہ نے بھی لکھا ہے کہ دنیا کی حالات سی متعلق نہین ہے اسمین
کچھ ذکر تبدل ابدانکا ہی بلکہ اسمین یہ حال دوزخیونکا مذکور ہے کہ جب اُنکی جلدین جلکر
فاسد ہو جاتی ہین تو اُنکو اور جلدین ملتی ہین اور اسیطرح استدلال بعض اہل تناسخ کا
آیہ کریمہ کلما ارادوا ان یخرجوا منہا اعیدوا فیہا سے جسکے معنی یہ ہین کہ جب ارادہ
کیا اُنھون نے کہ نکلین اُس سی تو پھیر دیجاتی ہین وہ اسمین اسوجہ سی بھی درست نہین ہے
کہ اُنکا یہ قول غلط ہے کہ مراد آیہ سی یہ ہے کہ جب نفوس ابدان سی بوقت موت نکلنا چاہے

ہین تو او ر ابدان انہین بطور تناسخ کے پھیر دئیجاتے ہین اسوسطے کہ ضمیر منہا اور فیہا کیطرف
نار اخروی کی راجع ہے اور مراد یہ ہے کہ جب اہل دوزخ آتش دوزخ سی نکلنا چاہتی ہین
تو پھر اُسی آتش دوزخ مین پھیر دئیجاتی ہین پس اسمین بھی عذاب آخرت اہل نار کے
کیفیت کا ذکر ہے اور دنیا مین پھر ابدان آخرین نفوس کے پھیر دئیجانیکا یا انکا
ذکر نہین ہے اور علاوہ ازین اگر ضمیر منہا اور فیہا کیطرف ابدان کے راجع فرض کیجاوی اور
روحون کے اعادہ کا بہی ذکر فرض کیا جاوی تا ہم یہ معنی ہوتے ہین کہ جب روحین
اپنی ابدان سی نکلنا چاہتی ہین تو وہ انہین ابدان مین پھیر دئیجاتی ہین نہ کہ دیگر ابدان مین
اور اس صورت فرضی مین بہی تناسخ کا ثبوت اس آیت سی کسیطرح نہین ہوتا ہے مگر
یہ معنی درحقیقت فرضی ہین اور صحیح معنی آیہ کے وہی ہین جو قبل ازین مذکور ہوی ہین

خاتمہ اب بعد ذکر ان سب دلائل اور مباحث کے جو قبل ازین مذکور
ہوی ہین فقط نتیجہ اوس سب کلام کا بکمال اختصار لکھنا ضرور ہے مگر قبل اسکی کہ مین
نتیجہ مذکور کو لکھون یہ لکھنا ضرور ہے کہ مسئلہ تناسخ کے متعلق پانچ مسائل ہین اول
انمین سی یہ ہے کہ آیا تناسخ علی العموم واقع ہوتا ہے جیسا قول اہل تناسخ اور خصوص ہنود کا
ہی دوسرے یہ کہ آیا تناسخ بطور شاذ وقوع مین آتا ہے تیسرے یہ کہ قطع نظر اسکی
وقوع یا عدم وقوع کی آیا تناسخ ممکن ہے یا محال ہے چوتھے یہ کہ اگر وہ محال ہے تو آیا وہ
محال عقلی ہے اور اسوجہ سی سلسلۂ تناسخ افاضہ قدرت حقہ کو قبول نہین کرسکتا ہے
پانچوین یہ کہ آیا وہ محال بنظر حکمت اللہ تعالی کے ہے گو قطع نظر حکمت سی وہ ممکن ہے
اور اللہ تعالی کی قدرت سی ممکن ہے کہ بذریعہ تناسخ دوبارہ انسان کو پیدا کرے
پس انہین امور کی نسبت اس مسئلہ مین دریافت کرنیکی ضرورت ہے اور جو شخص تمامی
دلائل اور مباحث مذکورہ پر غور کریگا تو نسبت امر اول کے یہ ضرور یقین کریگا
کہ قطعی طور پر ثابت ہوگیا ہے کہ تناسخ علی العموم واقع نہین ہوتا ہے اور علی ہذا القیاس

امر ثانی کی نسبت بھی قطعی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ تناسخ شاذ و نادر طور پر بھی نہیں ہوتا اگر
تیسرے امر کی نسبت بموجب دلائل و مباحث مذکورہ یہ ضرور قطعی طور پر ثابت
ہوا ہے کہ تناسخ کا وقوع محال ہے اور وہ ممکن نہین ہے چوتھی امر کی نسبت یہہ
ظاہر ہے کہ قطعی طور پر تو ضرور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ تناسخ محالات عقلی سے ہے اور
وہ افاضۂ قدرت سے مستفید نہین ہو سکتا ہے مگر درحقیقت قطعی ثبوت اس امر کا
موجود نہین ہے کہ تناسخ درحقیقت محالات عقلی سے ہے اور افاضۂ قدرت اوس تک
نہین پہونچ سکتا ہے پانچوین مسئلہ کی نسبت یہ ظاہر ہے کہ بنظر دلائل و مباحث
مذکورہ یہ ضرور واجب التسلیم ہے کہ یہ امر قطعی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ بنظر کمال
حکمت اللہ تعالی کے تناسخ ضرور محال اور واقع نہین ہو سکتا ہے پس اسیقدر لکھنا
اس مسئلہ مین کافی ہے اور جو اعتقاد منجملہ ان مسائل خمسہ کے ہر اہل اسلام کو ضرور ہے
وہ درحقیقت وہی اعتقاد ہے جس سے مسائل اول و دوم متعلق ہین یعنی کہ تناسخ
درحقیقت عموما اور بطور ندرت بھی فی الواقع کبھی وقوع مین نہین آتا ہے باقی امور
مین ضرورت زیادہ غور کی درحقیقت بموجب اصول مذہب کی نہین ہے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ و صفیہ
محمد و آلہ الطاہرین و اصحابہ الصالحین اجمعین آج بتاریخ گیارہوین ربیع الاول
سنہ ۱۳۰۲ ہجری یہ رسالہ بفضل و احسان حضرت واہب المنہ ختم ہوا فقط تمت بالخیر والعافیہ

تمت

بتاریخ نہم ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۰۲ ہجری بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج در مطبع
اثنا عشری بحسن اہتمام خیر خواہ مومنین سید عابد علی مالک مطبع حلیہ طبع پوشید